عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۱۴ تا ۲۰ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۲۱

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org
http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

یورپ میں ختم نبوت کانفرنسیں

ختم نبوت اور حفاظت دین کے لئے

دار العلوم دیوبند کی خدمات

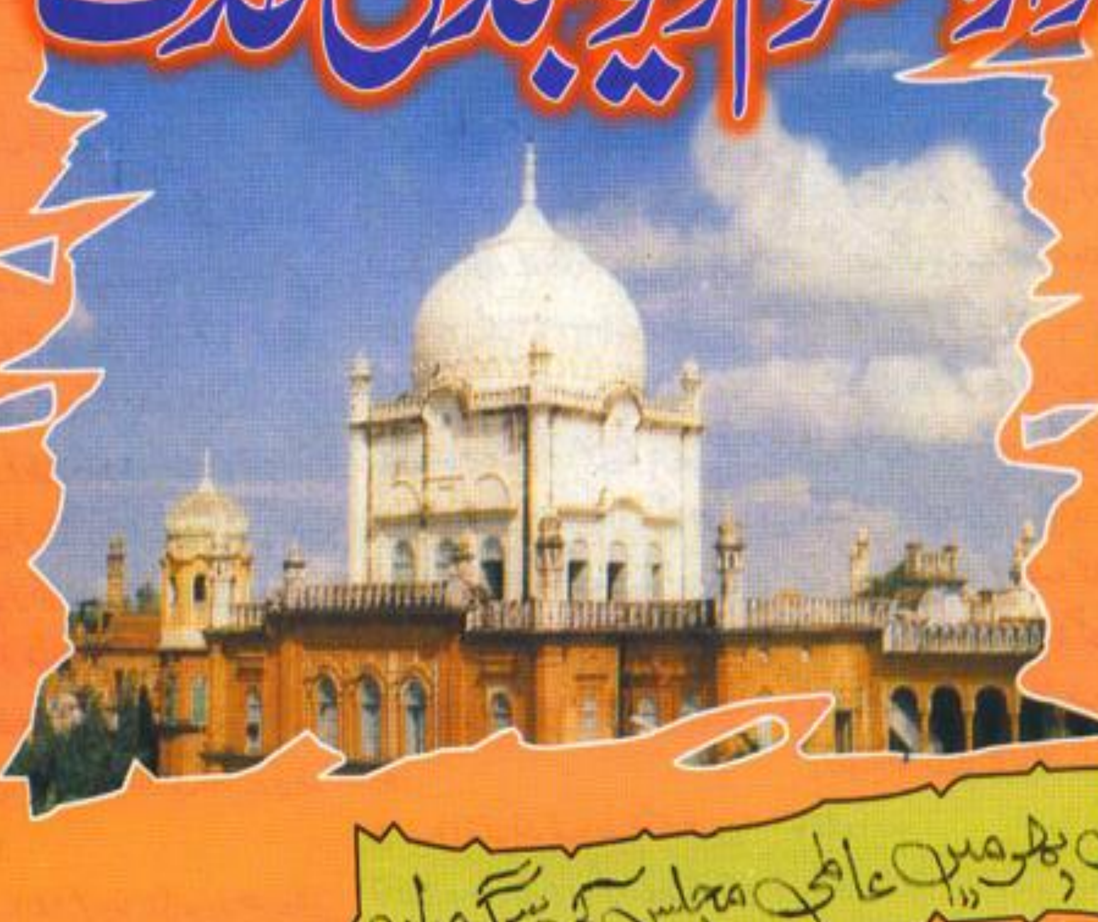

عورت پر اسلام کے احسانات

مرزائی انگریز کا آلۂ کار

ملک بھر میں عالمی مجلس کی سرگرمیاں

قیمت: ۵ روپے

داڑھی منڈانے والے کے فتوی کی شرعی حیثیت:

س:..... آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کرکے اور پینٹ پہن کے ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... داڑھی منڈانے والا کھلا فاسق ہے اور فاسق کی خبر دنیوی معاملات میں بھی قابل اعتماد نہیں، دینی امور میں کیونکر ہوگی؟

قبضہ سے کم داڑھی رکھنے کے باطل استدلال کا جواب:

س:.....(۱) عام طور پر علمأ کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم ہے، نیز یہ کہ اسلام میں داڑھی تسلیم کی جائے گی تو اس کی حد کم از کم یکمشت ہوگی۔ اس حد سے کم مقدار کی داڑھی نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قبضہ سے زائد داڑھی کیوں ترشوا دی تھی، کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دوسرے کی ضد نہیں؟

ج:.....(۱) داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور انہی سے قبضہ سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قبضہ ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

س:..... (۲) پاکستان سے ایک عالم دین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے، البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پرہیز کریں، اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے۔ دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں مونڈی اور دیکھنے والا یہ دھوکہ نہ کھائے تو شارع کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا ہے کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے، اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے، اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے، اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرر نہیں۔ بس جو داڑھی عرف عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے۔ وضاحت طلب ہے۔

ج:.....(۲) ایک قبضہ تک بڑھانے کے وجوب پر تو اجماع ہے، اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ البتہ قبضہ سے زیادہ میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک زائد کا کاٹنا مطلقاً ضروری یا مباح ہے، بعض کے نزدیک حج و عمرہ کا احرام کھولتے ہوئے حلق و قصر کے بعد قبضہ سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے، عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے، الغرض اختلاف جو کچھ ہے قبضہ سے زائد میں ہے۔ ان عالم دین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی، غلط ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے، کاٹنے کا حکم نہیں فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں قبضہ سے زائد ہوتی تھیں، البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرات ابن عمر، حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضہ سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے، اور ترمذی کی روایت میں، جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے موقع پر قبضہ سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ ہے، ایک قبضہ سے کم کا تراشنا جائز نہیں، کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیان جواز کے لئے اس کو کر کے ضرور دکھاتے، اور کسی نہ کسی صحابہ رضی اللہ سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا، پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضہ سے کم تراشی جائے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

۱۴ تا ۲۰ رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۰ء

جلد : ۱۹ شمارہ : ۲۱

مدیر اعلیٰ : مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ : مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر : مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ : حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست : حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

بیادگار

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت :

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆............☆............☆

سرکولیشن مینجر : محمد انور، ناظم مالیات : جمال عبدالناصر
قانونی مشیران : حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین : محمد فرشد خرم کمپیوٹر کمپوزنگ : محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

افتتاحیہ ختم نبوت کانفرنس اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں .... (اداریہ) 4
ختم نبوت اور حفاظت دین کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کی خدمات ! (مولانا منظور نعمانیؒ) 6
یورپ میں ختم نبوت کانفرنسیں .... (قاری محمد یوسف لیع مجتہم) 12
عورت پر اسلام کے احسانات .... (مولانا عبدالرؤف فہیمی) 15
مرزائی انگریز کے آلہ کار .... (شیخ حسام الدینؒ) 19
انیسویں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر .... (م-الف-الف) 20
قادیانی واٹ روز اسکول کے نام کھلا خط .... (محمد نصیر احمد) 21
لاہور، فیصل آباد، گجرات اور مانسہرہ کی جماعتی سرگرمیاں .... (اخبار ختم نبوت) 22

زر تعاون بیرون ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹-۹ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر عزیز الرحمٰن جالندھری طابع سید شاہ حسین مطبع القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انیسویں ختم نبوت کانفرنس اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں!

۱۲ / ۱۳ اکتوبر بروز جمعرات و جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دینے کے بعد بننے والی پہلی عظیم الشان مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں انیسویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے جس کی صدارت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم فرمائیں گے اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے شیخ طریقت، ولی کامل حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم رونق افروز ہوں گے، مہمانان مقررین کی حیثیت سے جمعیت علماٗ اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن، صوبہ پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ، صوبہ سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو، سیکریٹری اطلاعات حافظ ریاض درانی، جمعیت علماٗ پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی، مرکزی رہنما محمد خان لغاری، سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ مولانا محمد اعظم طارق، جیش محمد کے سربراہ امیر الہند مولانا مسعود اظہر، جمعیت اہلحدیث کے رہنما علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا ضیاٗ اللہ شاہ، جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما لیاقت بلوچ کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے رہنمایان اور علماٗ کرام خطاب فرمائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گزشتہ ۷۰ سال سے مشترکہ پلیٹ فارم کی حیثیت سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لئے مصروف عمل ہے اور ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں اسی پلیٹ فارم سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ایک عظیم تحریک چلائی گئی، جس میں مولانا ابوالحسنات، علامہ مظفر علی شمسی، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی سمیت تمام مکاتب فکر کے علماٗ کرام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اسی متحدہ جدوجہد کا ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۴ء میں عظیم الشان کامیابی دلائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور اب تمام مکاتب فکر کے علماٗ کرام دنیا بھر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر ان کا تعاقب کرتے ہیں۔ گزشتہ دو ماہ اگست، ستمبر میں انگلینڈ اور یورپ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت مختلف کانفرنسیں کیں اور اسی طرح ورلڈ اسلامک مشن کے تحت علامہ شاہ احمد نورانی نے بھی کانفرنسوں کا انعقاد کرکے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اہم کردار ادا کیا اور اب الحمدللہ! ۱۲، ۱۳ / اکتوبر ۲۰۰۰ء کو چناب نگر میں کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ دراصل یہ کانفرنس اس سلسلہ کی کڑی ہے جس کا آغاز امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۰ء میں اس کام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد کیا تھا اور قادیانیوں کے قادیان میں سالانہ جلسے کے مقابلے میں اسی کانفرنس کا آغاز ہوا تھا۔ اگرچہ پہلی کانفرنس کی اجازت نہ ملنے کے باوجود امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علماٗ کرام پر مقدمات بنا دیئے گئے اور سزائیں سنائیں گئیں مگر حق کا قافلہ کب رکاوٹوں سے ڈر کر رکا ہے کہ امیر شریعتؒ کا قافلہ رکتا۔ کانفرنس ہر سال ہوتی رہی، مقدمات بنتے رہے تاآنکہ قیام پاکستان کے بعد ہندوستان کے قادیان میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ قادیانیوں نے چناب نگر (ربوہ) کو نیا مرکز بنا کر اس پر اپنی اجارہ داری قائم کر دی اور مسلمانوں کے لئے یہاں کا داخلہ ممنوع قرار دیا۔ امیر شریعتؒ نے چنیوٹ میں ان قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے مقابلے میں ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کر دیا، اس خصوصیت کے ساتھ کہ تمام مکاتب فکر کے علماٗ کرام اس اسٹیج کی زینت بنتے۔ اس اسٹیج سے امیر شریعتؒ نے ۱۹۵۲ء کی آخری رات کو اعلان کیا کہ :

”مرزا البشیر سن لے! پاکستان قادیانی اسٹیٹ نہیں ہو سکتا، یہاں عقیدۂ ختم نبوت کی حکومت ہو گی۔“

دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کر کے امیر شریعتؒ کی زبان کی لاج رکھی اور عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کو بلند کر دیا۔ کانفرنسوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ۱۹۷۴ء میں نشتر کالج کے طلبہ نے چناب نگر (ربوہ) اسٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد، کے نعرے لگا کر تحریک ۱۹۷۴ء شروع کی اور مولانا بنوریؒ کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے علمأ کرام نے بھرپور ساتھ دیا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے مگر چناب نگر واگزار نہ ہو سکا۔ ۱۹۸۴ء میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے تحریک کا آغاز کیا تو جنرل ضیأ الحق مرحوم کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنا پڑا اور ربوہ شہر کھلا قرار دیا گیا اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی طرف منتقل ہوئی اور اب تین دن یہ شہر عقیدۂ ختم نبوت کے ترانوں سے گونجے گا۔ اس شہر کے چند مسلمان پاکستان بھر کے آنے والے جاں نثاران ختم نبوت کے استقبال کے لئے ”دیدہ و دل فرش راہ“ کیے ہوئے ہوں گے۔ اس کانفرنس کے مقاصد کیا ہیں اور اس وقت امت مسلمہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کانفرنس کا ایک ہی مقصد ہے کہ مسلمانوں کو بھرپور انداز میں یہ واضح کر دیا جائے کہ قادیانیوں نے نہ آئینی ترامیم کو تسلیم کیا ہے اور نہ ہی امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو، وہ اب بھی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا رشتہ رکھنے والے مسلمانوں کو کافر، خنزیر کی اولاد تصور کرتے ہوئے ان کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بیویوں کو کنجریوں کا لقب دیتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑنے، مرزا غلام احمد قادیانی کے دام فریب میں پھانسنے کے لئے مکمل طور پر مصروف عمل ہیں۔ علمأ کرام کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے وہ مسلمانوں کو باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قادیانی کوئی الگ مذہب نہیں بلکہ ایک فرقہ ہے جو حق پر ہے، اس لئے اس میں آجاؤ، این جی اوز کے کفریہ فنڈ کے ذریعہ وہ امداد کے نام پر اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ اور یورپی ملکوں میں اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ ان کا ایک ایک مبلغ گھر گھر جا کر تبلیغ کر رہا ہے، یورپ میں امریکہ، افریقہ اور پاکستان کے پسماندہ علاقوں میں ڈش انٹینا کے ذریعہ وہ تبلیغ پر لگے ہوئے ہیں۔ عیسائی ان کو اربوں ڈالر دے کر مسلمانوں کو ختم کرانے کے لئے مدد کر رہے ہیں، ایسی صورت میں کیا صرف مجلس تحفظ ختم نبوت یا چند علمأ کرام کی ذمہ داری ہے کہ ان کی تردید کریں؟ نہیں! بلکہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد ماحول پر نگاہ رکھے اور ان کا بھرپور تعاقب کرے، ان کا سب سے بڑا ہتھیار اس وقت ڈش انٹینا ہے، اسی ذریعہ سے یہ مسلمانوں کے گھروں کے اندر داخل ہو گئے، اسلام کے نام پر مرزا طاہر کی تقریریں کراتے ہیں اور مسلمانوں کو سنواتے ہیں اور اس طرح آہستہ آہستہ سادہ لوح اور کم علم مسلمان متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں، قادیانیوں کو اسلام کی تبلیغ میں، ان کی ارتدادی سرگرمیوں کو آئینی طریقہ سے روکیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یا علمأ کرام کو اس کی اطلاع دیں، اس طرح قادیانی ان لوگوں سے انتقام لیتے ہیں جو قادیانیت سے مسلمان ہو جائیں یا ان کے خلاف تقریریں کریں، اب ایسے مظالم کی اطلاع دیں۔ قادیانیوں سے ایسے لوگوں کو بچائیں تاکہ وہ اطمینان سے مسلمان ہو سکیں، قادیانی جہاں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہوں، اس کا بھرپور جواب دیں۔ جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعہ جو لوگ قادیانی بن کر یا قادیانی سیاسی پناہ لے رہے ہوں، اس کی اطلاع متعلقہ محکموں کو دیں اس طرح قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ سادہ لوح قادیانیوں کو حقائق سے آگاہ کریں، اگر ہم نے اس انداز میں کام کیا تو انشاء اللہ قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں پر بھی قدغن لگے گی اور ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی۔ اس طرح اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے خوب جدوجہد کریں، انیسویں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (ربوہ) میں خود بھی شریک ہوں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دیں۔

ختم نبوت اور حفاظت دین کے سلسلہ میں

دارالعلوم دیوبند کی خدمات

مناظر اسلام مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھنو

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ، ولا رسول بعدہ واما بعد

حضرات کرام! آپ میرا حال دیکھ رہے ہیں، بیماری اور ضعف پیری سے نیم جان جسم آپ کے سامنے ہے۔ اس حال میں اپنی حاضری اور آپ حضرات کے درمیان موجودگی کو اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص کا کرشمہ اور اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں اور اس اجلاس کے موضوع "ختم نبوت" کی نسبت کی قوت کشش کا ایک ثمرہ۔

زندگی بھر کتاب و قلم سے واسطہ رہنے کے باوجود نہ علم آیا اور نہ قلم اور اب تو آئے ہوئے علم کے جانے کا زمانہ ہے۔ رات ہی مجھے معلوم ہوا کہ اسی حال میں اتنے اہل علم حضرات کے سامنے اہم اجلاس کی پہلی نشست میں مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ تو کوشش کی کہ چند مختصر اشارات عرض کر دوں۔

نبوت و رسالت بنیادی اور فطری ضرورت :

محترم حضرات! نبوت و رسالت انسان کی سب سے اہم بنیادی اور فطری ضرورت اور راہ سعادت کی طرف اس کی رہنمائی کی تکمیل کا خدائی انتظام ہے جو ابتدائے آفرینش سے چھٹی صدی عیسوی تک تو اس طرح جاری رہا کہ قوموں، علاقوں اور مختلف بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی مجموعوں، معاشروں کے لئے الگ الگ انبیاؑ و رسل کی بعثت مختلف زمانوں میں ہوتی رہی، پھر چھٹی صدی عیسوی میں جب کہ انسانیت بلوغ کو پہنچ گئی اور حکمت الٰہی کے نظر نہ آنے والے مسلسل عمل کے نتیجہ میں دنیا کے جغرافیائی، تمدنی، مواصلاتی اور ذہنی احوال اس طرح کے ہوگئے کہ پوری دنیا کو ایک رہنمائی کا مخاطب بنانا، اسے ایک ہی مرکز ہدایت سے وابستہ کرنا ممکن ہوگیا اور قیامت تک کے لئے دین اور دین کے سرچشموں کتاب و سنت کی حفاظت کے اسباب پیدا ہوگئے۔ تب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مبارک سلسلہ کا خاتم اور عالمین کے لئے مبعوث فرما دیا گیا اور گویا یہ طے کر دیا گیا کہ قیامت تک کے، آنے والے زمانہ اور پورے کرۂ ارض میں بسنے والے انسانوں میں سے کسی ایک فرد پر اب ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آئے گا جو نبوت اور اس کے فیضان ہدایت سے خالی ہو۔

ختم نبوت نعمت عظمیٰ کا دوام و تسلسل :

اس پہلو پر غور فرمایا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ختم نبوت اس نعمت عظمیٰ کے انقطاع اور اس کے فیض سے محرومی نہیں بلکہ اس کے دوام و تسلسل کا نام ہے۔

ختم نبوت کا ایک اور پہلو اس لائق ہے کہ اسے اچھی طرح سمجھ کر عام کیا جائے، وہ یہ ہے کہ گزشتہ امتوں کے لئے نئے نبی کی آمد ایک شدید آزمائش ہوا کرتی تھی، آنے والے نبی سے پہلے نبیوں کے ماننے والوں میں سے بہت کم لوگ اس کو قبول کرتے اور اس پر ایمان لاتے تھے۔ بڑی تعداد انکار و تکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کر کے لعنتی اور جہنمی ہو جاتی تھی۔ سب سے آخری دو عظیم الشان رسولوں ہی کی مثال سامنے رکھ لیجئے، اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائے اور احیاء موتی جیسے معجزے لے کر تشریف لائے تو یہودیوں میں سے کتنے ان پر ایمان لائے اور کتنوں نے ان کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دے کر لعنتی اور واجب القتل قرار دیا اور ان کی شرعی عدالت نے ان کو سولی کے ذریعہ سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا، اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو نہ مان کر اس وقت کی قریب قریب پوری یہودی امت لعنتی اور جہنمی ہو گئی۔

فلسفہ ختم نبوت :

اسی طرح جب ان کے بعد سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اگرچہ آپ کے بارے میں واضح پیشگوئیاں تورات وانجیل وغیرہ اگلی آسمانی کتابوں میں موجود تھیں اس کے باوجود اگلے پیغمبروں اور ان کی اگلی کتابوں کے ماننے والے یہود و نصاریٰ میں سے بس چند ہی نے آپ کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے باقی

سب انکار و تکذیب اور کفر کا راستہ اختیار کر کے دنیا میں اللہ کی لعنت اور آخرت میں جہنم کے ابدائی عذاب کے مستحق ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما کر اس امت محمدیہ پر یہ عظیم رحمت فرمائی کہ اس کو سخت ترین امتحان اور آزمائش سے محفوظ فرمادیا...... اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو یقیناً وہی صورت ہوتی جو پہلے ہمیشہ ہوتی رہی تھی، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہت تھوڑے لوگ آنے والے نبی کو قبول کرتے اور زیادہ تر آپ کے امتی اس کا انکار کر کے (معاذ اللہ) کافر اور لعنتی ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضو صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرما کر اس امت کو ہمیشہ کے لئے کفر اور لعنت کے اس خطرہ سے محفوظ فرمادیا۔

اس لئے یہ ختم نبوت امت محمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین رحمت ہے، اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پیغام الٰہی کی تبلیغ، اور اس کو قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت کے کام کے علاوہ ایک کام یہ بھی تھا کہ ایک ایسی امت تیار کر دیں جو ان تینوں کاموں کو سنبھال لے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کی تعبیر یہ کہہ کر فرمائی ہے:

"بعثت "بعثت مبعوثہ" تھی، یعنی آپ کی بعثت کے ساتھ آپ کی امت کی بھی بعثت ہوئی ہے۔"

مجددین کی آمد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں اس طرف اشارے بھی آئے ہیں کہ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ کی امت میں وقتاً فوقتاً ایسے بندے پیدا فرماتا رہے گا، جو آپ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت و اشاعت اور اس کی صفائی و آبیاری کی خدمت انجام دیتے رہیں گے۔ آپ کے ایک ارشاد کے الفاظ ہیں:

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

"یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

"لکل قرن سابق"

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

"بدا الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبیٰ للغربا قیل من الغربا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال الذین یصلحون ما افسد الناس من امتی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سب ارشادات کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں آپ کی امت میں ایسے افراد پیدا فرماتا رہے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت و اشاعت اور تجدید و صفائی کا کام کرتے رہیں گے۔

گزشتہ چودہ سو سال میں دین کی جو خدمات ہوئی ہیں وہ دراصل انہی ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تطبیق ہیں۔

دوسرے ہزار سال سے مرکز حکمت الٰہی ہندوستان ہے:

محققین کا خیال ہے کہ ہزار دوم کے آغاز سے اس عظیم کام کا خصوصی مرکز حکمت الٰہی نے سرزمین ہند کو بنادیا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے یہاں اس زریں سلسلہ کا آغاز ہوا۔ ان سے اللہ تعالیٰ نے جو بڑے بڑے کام لئے ان میں اکبر کے دین الٰہی کا خاتمہ سر فہرست ہے۔ جو ایسا فنا ہوا کہ اب تلاش کرنے سے اس کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے، اس کے علاوہ توحید و سنت کی اشاعت، مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف جہاد تزکیہ و احسان کے صاف ستھرے نظام کی ترویج بگڑے ہوئے تصوف کی بیخ کنی سے مسلمانوں کو بچانے کی جدوجہد ان کے چند اہم تجدیدی کارنامے ہیں۔

بارھویں صدی کے مجدد:

ان کے بعد یہ امانت بارھویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی، ان کے زمانے میں ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں پر سخت حالات تھے۔ باہمی تفرقہ و انتشار بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اصرار کی وجہ سے مسلمانوں کے مختلف حلقوں اور مکاتب فکر کی صلاحیتیں باہم ایک دوسرے کی تردید و تضلیل ہی پر صرف ہو رہی تھیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام کام کئے جن سے ملت اسلامیہ ہندیہ کی تعمیر نو ہو سکے اور اس کی صفوں میں اتحاد اور قدموں میں ثبات پیدا ہو، اور ذوق و مزاج عملی اور مثبت ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وقت کے فتنوں اور اسلام کو درپیش داخلی و خارجی خطروں پر کڑی نظر رکھی۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے معاً بعد ان کے صاحبزادۂ گرامی حضرت شاہ عبدالعزیز کا زمانہ آیا، اس زمانہ کے حالات کا اندازہ آپ جیسے اہل علم و نظر حضرات صرف اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

نے اپنے زمانہ میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا، لیکن اپنے تمام دوسرے کاموں کے ساتھ جن میں رجال کار کی تیاری کا کام سب سے زیادہ اہم تھا، انہوں نے بھی رفض کے فتنہ سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی لئے "تحفہ اثنا عشریہ" جیسی کتاب تصنیف فرمائی جو انشاء اللہ اس راہ میں قیامت تک مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ :

پھر حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام کاموں کے ساتھ جن میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے میدان کارزار کا سجانا سرفہرست ہے شرک و بدعات کی بیخ کنی کا کام پورے اہتمام کے ساتھ جاری رکھا۔

پھر وہ وقت آیا کہ مغلیہ حکومت کا اگرچہ کچھ نام باقی تھا لیکن فی الحقیقت وہ ختم ہو چکی تھی، اس کی جگہ "سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی" کا اقتدار قائم ہو چکا تھا، اس وقت مسلمانوں کی سیاسی مغلوبیت اور کمزوری کے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر عیسائی مبلغین کی ایک فوج میدان میں آگئی۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ اس وقت مسلمانوں کو عیسائی بنالینا آسان ہوگا۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ :

انہوں نے تحریر و تقریر سے تبلیغی مہم وسیع پیمانے پر شروع کردی تو ہمارے سلسلہ کے اکابر میں سے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیگر علماء کرام نے ایسا مقابلہ کیا، جس نے عیسائی مبلغین کو ہمیشہ کے لئے پسپا اور خاص کر مسلمانوں کی طرف سے مایوس کر دیا۔۔۔۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد سوامی دیانند کی آریہ سماجی تحریک وجود میں آئی انہوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنایا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر و تقریر سے اس کا بھی مقابلہ کیا۔

اسی دور میں یورپ کے سیاسی غلبہ اور اقتدار کے نتیجہ میں عقلیت اور روشن خیالی کے خوبصورت ناموں سے دہریت اور نیچریت کا فتنہ اٹھا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف بھی خاص توجہ فرمائی اور اپنی تصانیف اور تقریروں سے ثابت کیا کہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد و مسائل عقل و فطرت کے عین مطابق ہیں، اور جو اس کے خلاف ہے وہی خلاف عقل و فطرت ہے۔

پھر ان خارجی حملوں اور فتنوں کے دفاع اور مقابلہ کے لئے آپ کی مستقل تصنیف "ہدایۃ الشیعہ" اور اس موضوع سے متعلق آپ کے مکتوبات حضرات اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی حفاظت و اشاعت کا سلسلہ جاری رہنے کے لئے دینی مدارس کے قیام کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی۔ علی ہذا القیاس۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ :

آپ کے رفیق خاص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عمر بھر داخلی فتنوں اور گمراہیوں مشرکانہ رسوم و بدعات سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جدوجہد فرمائی، اور اس کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھا، انہی کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ شروع ہوا۔ ابتداء میں جب تک حضرت کے علم میں اس کی وہ باتیں اور دعوے نہیں آئے جن کی وجہ سے اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا فرض و واجب ہو گیا۔ آپ نے احتیاط فرمائی، لیکن جب اس کے ایسے دعوے سامنے آگئے، جن کے بعد کف لسانی کی بھی گنجائش نہ رہی تو حضرتؒ نے اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے تلامذہ و مسترشدین، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) یہ سب حضرات بھی اپنے اکابر و اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، خارجی حملوں اور داخلی فتنوں سے دین کی حفاظت علوم نبوی کی اشاعت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور امت کی اصلاح و ارشاد کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس وقت بھی ہم میں بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے، جنہوں نے ان اکابر کی دینی غیرت و حمیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہم شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بڑی سے بڑی مصلحت ان حضرات کو کسی فتنے سے سمجھوتہ اور کسی زیغ و ضلال کو نظر انداز کرنے اور اس سے چشم پوشی پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی، بارہا ہم نے دیکھا اور تجربہ کیا کہ ہمارے یہ اکابر کسی مسئلہ کی طرف بڑی شدت سے متوجہ ہوئے جو ہم جیسے کوتاہ نظروں کی نگاہ میں اس شدت کا مستحق نہیں تھا، لیکن تھوڑے ہی دن بعد سامنے آگیا ہم جس فتنہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے یا اس کو دین میں رخنہ اور فتنہ ہی نہیں سمجھ رہے تھے وہ دین کے

ختم نبوۃ

ئے ایسے زہر یلے برگ وبار لایا کہ الامان الحفیظ!

لامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ :

یہ اجلاس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے ایا گیا ہے اور یہی اس کا اصل موضوع اور مقصد ہے اس سلسلہ میں ہمارے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ قدس سرہ سے (خاص طور سے اس دارالعلوم کی صدارت تدریس کے دور میں) اللہ تعالیٰ نے جو کام لیا اور اس کے بارے میں ان کا جو حال تھا (جس کی طرف کچھ اشارہ اجلاس کے دعوت نامہ میں بھی کیا گیا ہے) میں مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر آپ حضرات کے سامنے اس کا کچھ ذکر کروں میں اس کا عینی شاہد ہوں۔

اس وقت میں اس سلسلہ کی حضرتؒ کی تصانیف اور ان کی علمی عظمت واہمیت کا ذکر نہیں کروں گا، اسی طرح حضرت کی توجہ اور فکر مندی سے آپ کے تلامذہ کی جو ایک بڑی تعداد قادیانی فتنہ کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعہ علمی جہاد کے لئے تیار ہو کر میدان میں آگئی تھی اس کا بھی ذکر نہیں کروں گا...... بس چند واقعات ذکر کروں گا، جس سے اس فتنہ کے بارے میں حضرت کی شدت احساس اور قلبی اضطراب کا کچھ اندازہ لگایا جا سکے گا۔

علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت :

میں ۱۳۴۵ھ میں یہاں دورۂ حدیث کا طالب علم تھا، یہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت تدریس، اور درس حدیث کا آخری سال تھا جس دن دورۂ حدیث کے طلبہ کا سالانہ امتحان ختم ہوا، اس دن حضرت نے بعد نماز عصر مسجد میں دورہ سے فارغ ہونے والے ہم طلبہ کو خصوصی خطاب فرمایا، وہ گویا ہم لوگوں کو حضرتؒ کی آخری وصیت تھی۔ اس میں دوسری اہم باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ :

"ہم نے اپنی عمر کے پورے تیس سال اس میں صرف کئے کہ یہ اطمینان ہو جائے کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ الحمد للہ! (فیما بیننا وبین اللہ) اس پر پورا اطمینان ہو گیا کہ فقہ حنفی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی مسئلہ کے خلاف کوئی حدیث ہے تو کم از کم اسی درجہ کی حدیث اس کی تائید اور موافقت میں موجود ہے۔

لیکن اب ہمارا احساس ہے کہ ہم نے اپنا یہ وقت ایسے کام پر صرف کیا جو زیادہ ضروری نہیں تھا، جو کام زیادہ ضروری تھے ہم ان کی طرف توجہ نہیں کر سکے اس وقت سب سے زیادہ ضروری کام دین کی اور امت کی فتنوں سے حفاظت ہے جو بلاشبہ فتنہ ارتداد ہے میں آپ لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ان فتنوں سے امت کو اور دین کی حفاظت کے لئے اپنے کو تیار کریں، یہ اس وقت کا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ آپ اس کے لئے اردو تحریر و تقریر میں مہارت پیدا کریں اور جن کے لئے انگریزی میں مہارت حاصل کرنے کا امکان ہو وہ انگریزی میں مہارت پیدا کریں، ملک کے اندر ان فتنوں کا مقابلہ اردو میں کیا جا سکتا ہے، اور ملک کے باہر انگریزی کے ذریعہ۔"

حضرت الاستاذ قدس سرہ سے یہ ارشاد سنے ساٹھ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ الفاظ میں تو یقیناً فرق ہو گا، لیکن اطمینان ہے کہ حضرت کا پیغام اور ہم لوگوں کو وصیت یہی تھی۔

حضرت اپنے خطابات اور تقریروں میں قادیانی فتنہ پر گفتگو فرماتے ہوئے اکثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس غیر معمولی حال اور اضطراب کا ذکر فرماتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کے فتنوں خاص کر نبوت کے مدعی مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے سلسلے میں آپ پر طاری تھا۔ ہم لوگ محسوس کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قادیانی فتنہ کے بارے میں کچھ اس طرح کا حال ہمارے حضرت الاستاذ پر طاری فرما دیا ہے۔

فیصلہ مقدمہ بہاولپور :

یہاں میں فتنہ قادیانیت کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ سے متعلق ریاست بہاولپور کے تاریخی مقدمہ کا واقعہ بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں، یہ مقدمہ بہاولپور کے جج کی عدالت میں تھا۔ ایک مسلمان خاتون (مسماۃ عائشہ بی بی) نے دعویٰ کیا تھا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اس نے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے، اس لئے وہ کافر ہے۔ عدالت میرے اس نکاح کو فسخ اور کالعدم قرار دے بہاولپور کے علماً کرام نے اس مقدمہ کی پیروی کا فیصلہ کیا، اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کو بھی دعوت دی گئی کہ وہ تشریف لائیں اور عدالت میں بیان دیں۔ اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ مریض اور مرض کی وجہ سے بہت ضعیف و نحیف تھے بالکل اس لائق نہ تھے کہ بہاولپور تک کا طویل سفر فرمائیں، لیکن آپ نے اسی حال میں تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمایا (میں نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے جس سے نجات کی امید ہو، شاید اس حال میں یہ سفر ہی میری نجات و مغفرت کا وسیلہ بن جائے) بہر حال تشریف لے گئے اور جا کر عدالت میں بڑا معرکۃ الآرا بیان دیا، دوسرے چند حضرات علماً کرام کے بھی بیانات

ہوئے۔ خاص کر حضرت شاہ صاحب کے بیان نے فاضل جج کو مطمئن کر دیا کہ قادیانی ختم نبوت کے انکار اور مرزا غلام احمد کو نبی ماننے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔ انہوں نے بہت مفصل فیصلہ لکھا، دعویٰ کرنے والی مسلم خاتون کے حق میں ڈگری دی اور نکاح فسخ اور کالعدم قرار دیا۔ فاضل جج کا یہ فیصلہ قریباً ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب کی شکل میں اسی زمانہ میں "فیصلہ مقدمہ بہاولپور" کے نام سے شائع ہو گیا تھا۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بڑی بنیاد حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان تھا۔ برطانوی حکومت کے دور میں یہ پہلا عدالتی فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

قادیانیت سے متعلق حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جلال:

فتنہ قادیانیت کے ہی سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت شاہ صاحبؒ کے جلال کا بھی سن لیجئے۔ دورۂ حدیث کے ہمارے ہم سبق طلبہ میں ضلع اعظم گڑھ کے بھی چند حضرات تھے۔ اسی زمانے میں ضلع اعظم گڑھ کے ایک صاحب جو قادیانی تھے۔ سہارنپور میں حکومت کے کسی بڑے عہدہ پر آگئے وہ ایک دن اپنے ہم ضلع اعظم گڑھی طلبہ سے ملنے کے لئے (لیکن فی الحقیقت ان کو جال میں پھانسنے کے لئے) دارالعلوم آئے، ان طلبہ نے ان کی اچھی خاطر مدارات کی وہ شکار کے بہانے ان میں سے بعض کو اپنے ساتھ بھی لے گئے جو رات کو دارالعلوم واپس آئے۔ حضرت شاہ صاحب کو کسی طرح اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ حضرت کو ان طلبہ کی اس دینی بے حمیتی سے سخت قلبی اذیت ہوئی، ان طلبہ کو اس کا علم ہوا تو ان میں سے ایک سعادت مند طالب علم غالباً معافی مانگنے کے لئے حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے حضرت پر جلال کی کیفیت طاری تھی۔ قریب میں چھڑی رکھی تھی، اس سے ان کی خوب پٹائی کی (یہ فاروقی شدت فی امر اللہ کا ظہور تھا) ہمارے وہ ہم سبق طالب علم بڑے خوش اور مسرور تھے اور اس پر فخر کرتے تھے کہ ایک غلطی پر حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ سے پٹنے کی سعادت ان کو نصیب ہوئی، جو حضرت شاہ صاحب کے ہزاروں شاگردوں میں سے غالباً کسی کو نصیب نہ ہوئی ہو گی۔ کیونکہ حضرت فطری طور پر بہت ہی نرم مزاج تھے، ہم نے کبھی ان کو غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا۔

آخر میں اپنا ایک ذاتی واقعہ ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ میرے اصل آبائی وطن سنبھل سے قریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے، اس موضع میں چند دولت مند گھرانے تھے، والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے تجارتی اور کاروباری تعلقات تھے جس کی وجہ سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ میں جب شعبان ۱۳۴۵ھ کے اواخر میں دارالعلوم کی تعلیم سے فارغ ہو کر مکان پر پہنچا تو میرے بڑے بھائی صاحب نے بتلایا کہ اس موضع والوں کے کوئی رشتہ دار امروہہ میں ہیں جو قادیانی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ برابر وہاں آتے ہیں اور قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں اور لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اور سنا ہے کہ اس کا خطرہ ہے کہ بعض لوگ قادیانی ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ وہاں چلنا چاہئے، آپ پروگرام بنائیے! (میرے یہ بھائی صاحب مرحوم عالم تو نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دین کی بڑی فکر عطا فرمائی تھی) چند روز کے بعد انہوں نے بتلایا کہ معلوم ہوا ہے کہ امروہہ کا وہ قادیانی (جس کا نام عبدالسمیع تھا) فلاں دن وہاں آنے والا ہے۔ بھائی صاحب نے اس سے ایک دن پہلے پہنچنے کا پروگرام بنایا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا، ہم اپنے پروگرام کے مطابق پہنچ گئے، لوگوں سے ہم نے باتیں کیں تو اندازہ ہوا کہ بعض لوگ بہت متاثر ہو چکے ہیں، بس اتنی ہی کسر ہے کہ ابھی باقاعدہ قادیانی نہیں ہوئے ہیں۔ جب ہم نے قادیانیت کے بارے میں ان لوگوں سے گفتگو کی تو انہوں نے بتلایا کہ امروہہ سے عبدالسمیع صاحب آنے والے ہیں، آپ ان کے سامنے یہ باتیں کریں، ہم نے کہا یہ تو بہت ہی اچھا ہے ہم ان سے بھی بات کریں گے اور ان کو بھی بتلائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسا آدمی تھا اور اس کو نبی ماننا گمراہی کے علاوہ کتنی بڑی حماقت ہے۔ اس گفتگو ہی کے درمیان وہاں کے ایک صاحب نے (جو کچھ پڑھے لکھے) اور عبدالسمیع کی باتوں سے زیادہ متاثر تھے بتلایا کہ وہ تو مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی سے مناظرہ کر چکا ہے، اور امروہہ کے سب بڑے بڑے عالموں سے بحث کر چکا ہے اور سب کو لاجواب کر چکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ بات سن کر میں بڑی فکر میں پڑ گیا اور دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی تجربہ کاری اور چرب زبانی سے لوگوں کو متاثر کر لے، میں گیا۔ خواب میں حضرت استاذ قدس سرہ کو دیکھا، آپ نے کچھ فرمایا جس سے دل میں اعتماد اور یقین پیدا ہو گیا کہ بڑے سے بڑا کوئی قادیانی مناظر آجائے تب بھی میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور اس کو مغلوب فرمائے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو الحمد للہ میرے دل میں وہی یقین و اعتماد تھا،

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

لیکن امروہہ سے وہ قادیانی عبدالسمیع نہیں آیا، ہم نے کہا کہ اب جب کبھی وہ آئے تو ہم کو اطلاع دیجیو ہم انشاء اللہ آئیں گے۔ اس کے بعد ہم نے لوگوں کو بتلایا اور سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا یا کسی دعویٰ کرنے والے کو نبی ماننا صریح کفر وارتداد ہے اور مرزا قادیانی کے بارے میں بتلایا کہ وہ کیسا آدمی تھا ہم بفضلہ تعالیٰ وہاں سے اس اطمینان کے ساتھ واپس ہوئے کہ انشاء اللہ اب یہاں کے لوگ اس قادیانی کے جال میں نہیں آئیں گے۔ خواب میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے دکھایا اس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سمجھا۔

محترم حضرات! حضرت شاہ صاحب کے یہ چند واقعات تو میں نے صرف اس لئے بیان کئے کہ اس دارالعلوم کے اکابر میں اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے تحفظ کا اور قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کا (جو اس اجلاس کا خاص موضوع ہے) سب سے زیادہ کام انہی سے لیا۔ ورنہ میں تاریخی تسلسل کی روشنی میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے اس سلسلہ مجددی وولی اللہ اور سلسلہ قاسمی وگنگوہی کی ایک خصوصیت بتوفیق خداوندی ہر قسم کے فتنوں اور ہر قسم کی تحریف سے دین اور امت کی حفاظت اور اس سلسلہ میں پوری بیداری، ہوشیاری اور صلابت وصراحت رہی ہے۔ ہمیں یہ فکر ہونی چاہئے کہ یہ مزاج اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ زندہ اور قائم رہے اور ہماری ان نسلوں کو منتقل ہو جائے جو ہمارے مدارس میں تیار ہو رہی ہیں۔

میں اس موقع پر آپ حضرات سے اپنا یہ احساس عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ وقت کا بہت اہم مسئلہ یہ ہے کہ امت کے عوام ہی میں نہیں بلکہ ان میں جن کو خواص سمجھا جاتا ہے۔ ایک بڑی تعداد ہے جو دین کے بنیادی عقائد وحقائق کے بارے میں بھی، تسامح، تساہل اور چشم پوشی کے رویہ کو اچھے اچھے نام دے کر اختیار کرتی جارہی ہے۔ خطرہ یہ ہے کہ وہ ایمانی غیرت وحمیت اور وہ دینی حس جو اکثر بڑے بڑے فتنوں کے مقابلہ میں محافظین دین کی مددگار رہی ہے کہیں وہ اتنی مضمحل نہ ہو جائے کہ پھر اس کے بعد آپ کو دو طرفہ کام کرنا پڑے ایک تو آپ کو ان فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑے اور دوسری طرف امت کو بلکہ ان کے خواص کو اس بات پر مطمئن کرنے پر اپنی توانائی صرف کرنی پڑے کہ عقیدہ اور دین پر کسی اور شے کو مقدم کرنا ہمارے دین کے خلاف ہے۔

اگر یہ اجلاس ختم نبوت کے خلاف ہونے والی صریح اور پوشیدہ بغاوتوں اور اسی طرح دوسرے فتنوں کے مقابلہ کے لئے اپنے اکابر و اسلاف کی روایات کو زندہ کرنے کی کوشش کا نقطہ آغاز بن جائے اور مدارس کے فضلاء کی ایسی جامع تربیت کا ایسا پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کر دے جس کے ذریعہ انہیں دین کی حفاظت اور فتنوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے تو میرے خیال میں یہ اجلاس کی افادیت کا ایک عملی ثبوت ہوگا۔

آخر کلمہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہے۔

اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم۔

(آمين يا اله العالمين)

بقیہ: آگلے کا...

آپ نے فرمایا: کہ دولتانہ صاحب (وزیر اعلیٰ پنجاب) کہتے ہیں اقلیت قرار کا مطالبہ آئینی اور قانونی ہے جلسوں سے حل نہیں ہوگا، میں پوچھتا ہوں یہ پاکستان کس طرح بنا؟ کیا یہ مسئلہ قانونی نہیں تھا؟ سوال قانون کا نہیں ہے، قانون بنتے بگڑتے رہتے ہیں، سوال ملت کے فیصلے کا ہے۔

دولتانہ صاحب فرماتے ہیں میں اس سوال کو ابھی تک سمجھا نہیں تو معمولی سی بات ہے سمجھ لو یا سمجھا دو، آجاؤ یا بلا لو۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

جس روز سے مرزا محمود نے اعلان کیا ہے کہ ہمیں اگر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، تو ہم مسلمان کہلانا شروع کر دیں گے۔ اسی روز سے مرزائی اپنے خلیفہ سے بغاوت کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آخر اقلیت بنانا ہی ہے یا اس سے بچنے کے لئے آخر کار مسلمان ہونا ہی ہے تو ابھی سے ہم کیوں نہ مسلمان بنیں؟ آخر اس قدر مخالفت اور معاندت مسلمانوں کی برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح تم دیکھو گے کہ جس روز اعلان ہوا کہ سر ظفر اللہ قادیانی گئے۔ اسی روز پچاس فیصدی مرزائی ادھر آجائیں گے، اور باقی ادھر آنا شروع ہو جائیں گے، مرزائی مذہبی جماعت نہیں ہے سیاسی ٹولہ ہے، یہ سائیکلوجی ہے کہ سیاسی ٹولہ کا ذہن منفعت کی طرف جاتا ہے۔

(وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین)

ختم نبوۃ

رپورٹ : قاری محمد یوسف ، بلجیئم

یورپ میں ختمِ نبوّت کانفرنسیں

بحمدہ تعالیٰ وتوفیقہ امسال ۲۰۰۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یورپ میں ۷/بڑی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء جب مولانا منظور احمد الحسینی عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لائے تو انہوں نے مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ روزانہ مغرب اور عشاء کے بعد یورپ سے تعلق رکھنے والے وہ طلبہ جو مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں، ملاقات کا اہتمام فرمایا۔ اسی دوران ان کی ملاقات اوسلو کے نوجوان عالم مولانا ذوالقرنین سکندر سے ہوئی اور دو چار ملاقاتوں کے بعد طے کر لیا گیا کہ آئندہ سال بھی ۲۰۰۰ء میں یورپ میں دیگر کانفرنسوں کے علاوہ ناروے اور ڈنمارک میں بھی کانفرنسیں منعقد ہوں گی، چنانچہ ۲۹/جولائی ۲۰۰۰ء کو کوپن ہیگن اور ۳۰/جولائی اتوار اوسلو کے لئے تاریخیں مقرر ہوئیں اور مسجد نبوی میں دعائے خیر کرلی گئی۔ ان تاریخوں کے تعین کے بعد فوری طور پر ۲۱/جولائی جمعہ کو انٹ ورپن جمعہ کے بعد تا شام ۷ بجے اور ۲۳/جولائی کو اتوار برلن مسجد بلال میں کانفرنسوں کے لئے جانے کا اعلان کر دیا گیا، بلجیئم میں کیونکہ جمعہ ۲۱/جولائی مقامی طور پر چھٹی تھی، اس لئے یہ دن کانفرنس کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ مسلمانان گلاسکو کے بار بار مطالبہ پر ۲۳/جولائی اتوار کو اعلان کر دیا گیا گلاسکو میں بھی کانفرنس کا انعقاد کیا اور خصوصاً جون، جولائی اور اگست کے مہینوں میں ان اجتماعات کا سلسلہ مسلسل چلتا رہتا ہے، باقی مہینوں میں موسم اور وقت کے عدم توازن کی وجہ سے جلسوں وغیرہ کا سلسلہ کم ہی ہوتا ہے۔

مولانا منظور احمد الحسینی، جناب طٰہٰ قریشی، حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ نے سالانہ پندرھویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے مئی ۲۰۰۰ء سے جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا جون کے آخر میں مولانا محمد اکرم طوفانی برطانیہ تشریف لے آئے اور انہوں نے ایک ماہ تک مسلسل اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے برطانیہ کے مختلف شہروں میں اجتماعات سے خطاب کیا اور مسلمانوں کو کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت دی۔

ادھر مولانا قاری مشتاق الرحمن اور مولانا محمد احمد نے جرمنی، حاجی عبدالحمید اور ملک محمد افضل نے بلجیئم میں مولانا فاروق سلطان نے ڈنمارک اور مولانا ذوالقرنین سکندر نے ناروے میں اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں ادھر اسکاٹ لینڈ میں احباب ختم نبوت نے اپنا اپنا فریضہ ادا کیا۔

۲۱/جولائی کو لندن سے مولانا منظور احمد الحسینی کی قیادت میں تین رکنی وفد بلجیئم انٹ ورپن پہنچا قافلے کے دوسرے احباب جناب مولانا عزیز الرحمن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم تھے۔ جمعہ مولانا منظور احمد الحسینی نے اسلامک سینٹر برسلز میں پڑھایا اور وہاں احباب کو اینٹ ورپن کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، چنانچہ وہاں چھ کاروں کا قافلہ اینٹ ورپن پہنچا جبکہ اینٹ ورپن مرکز ختم نبوت میں جمعہ مولانا عزیز الرحمن ہزاروی نے پڑھایا۔

ختم نبوت کانفرنس اینٹ ورپن بلجیئم اور سیرت النبیؐ کانفرنس آفن باخ :

جمعہ کے فوراً بعد دفتر ختم نبوت ۹۲ اورنج اسٹریٹ اینٹ ورپن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا آغاز جناب قاری محمد یوسف کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جناب حاجی عبدالحمید امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیئم نے بلجیئم میں ختم نبوت کے کام پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آج سے کچھ سال قبل یہ مرکز ۳۰ ہزار پونڈ میں خریدا گیا، اس ابتدائی مرحلہ میں اس کی مرمت پر کافی رقوم خرچ ہوئیں مگر اب الحمدللہ اس چار منزلہ بلڈنگ میں ختم نبوت کے تحفظ کا کام بطریق احسن انجام دیا جا رہا ہے، پہلی منزل میں وضو خانہ، استنجا خانے اور ایک غسل خانے کے ساتھ ساتھ ایک بڑا ہال بھی ہے جس میں تقریباً ۱۰۰ مہمان بیک وقت کھانا کھا سکتے ہیں۔ دوسری منزل نماز کے لئے مختص کر دی گئی ہے، تیسری منزل میں ایک بڑی خوبصورت لائبریری، امام صاحب کا کمرہ اور ایک بڑا ہال اور کچن ہے جبکہ چوتھی منزل میں مہمانوں کے لئے ایک کمرہ اور ایک بڑا ہال ہے۔ آج کانفرنس کے موقع پر چاروں منزلیں الحمدللہ شرکاء سے پر تھیں، حاجی عبدالحمید نے مرکز ختم نبوت بلجیئم کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی کو دعوت خطاب دی گئی، انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ کی اہمیت اور اس سلسلے

ختم نبوۃ

میں کانفرنسوں کے انعقاد کے اہتمام پر تفصیلی طور پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ اس سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۷ کانفرنسیں منعقد کر رہی ہے اور انشاء اللہ اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے، بعد ازاں حضرت مولانا عبدالمجید ندیم شاہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ سلم کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا۔ ختم نبوت کانفرنس ۷ بجے ختم ہوئی اس کانفرنس کی صدارت جناب ملک محمد افضل نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیئم نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض بلجیئم مجلس کے جنرل سیکریٹری نے ادا کیے۔ نماز عصر کے بعد شرکاء کو مجلس کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ فرانس، ہالینڈ اور بلجیئم کے شہروں سے مسلمانوں نے نہایت جذبے اور ذوق و شوق کے ساتھ کانفرنس میں شرکت کی۔ دوسرے روز صبح قافلہ ختم نبوت دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ مولانا عبدالمجید ندیم اور ملک محمد افضل صاحب بذریعہ ریل سفر کیا اور باقی اراکین وفد نے حاجی عبدالحمید اور قاری محمد یوسف کی قیادت میں بذریعہ کار ۲۲ / جولائی آفن باخ پہنچے۔ وہاں مولانا قاری مشتاق الرحمٰن نے عصر تا عشاء سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے کانفرنس کا نظم بنایا تھا۔ یہ کانفرنس مولانا منظور احمد الحسینی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مولانا قاری مشتاق الرحمٰن، حاجی عبدالحمید، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا عبدالمجید ندیم شاہ نے ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی خطابات فرمائے۔ مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم نے بھی بیان کیا۔

دوسری ختم نبوت کانفرنس برلن :

اتوار ۲۳ / جولائی کو ۹ بجے صبح برطانیہ، بلجیئم اور جرمنی کے علماء کرام پر مشتمل ایک بڑا وفد بڑی وین اور ایک کار کے ذریعہ برلن روانہ ہوا۔ وہاں جامع مسجد بلال میں ظہر تا عصر دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام جامع مسجد بلال کے منتظمین جناب آصف مولاداد، جناب عبدالرزاق اور ان کے احباب نے کیا تھا۔

اس کانفرنس میں شرکاء کی تعداد مثالی تھی اور اس میں تمام مکتبہ فکر کے احباب شامل تھے جبکہ مستورات کے لئے پردے کا انتظام بھی تھا۔ مولانا منظور احمد الحسینی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور مولانا عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالی جبکہ مولانا قاری مشتاق الرحمٰن، مولانا محمد احمد، حاجی عبدالحمید، مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی، قاری محمد ہاشم، آصف مولاداد اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ شام کو مسجد بلال کی انتظامیہ کی طرف سے عشائیہ دیا گیا، اور رات گئے تک دوست احباب علماً کرام سے ملاقات کرتے رہے وفد ختم نبوت کا رات قیام برلن رہا۔ دوسری صبح وفد تین حصوں میں تقسیم ہوا، مولانا مشتاق الرحمٰن اور مولانا محمد احمد برلن سے اوفن باخ روانہ ہوئے، قاری محمد یوسف حاجی عبدالحمید، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا عزیزالرحمٰن ہزاروی اور قاری محمد ہاشم بذریعہ کار برسلز، بلجیئم روانہ ہوئے، اور پھر وہاں سے وفد جو برطانیہ سے آیا تھا اس کی واپسی بذریعہ یوروسٹار ایل لندن واپسی ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس کوپن ہیگن :

مورخہ ۲۹ / جولائی بروز ہفتہ کوپن ہیگن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، اس کی تیاری کے لئے مولانا محمد فاروق سلطان جناب خواجہ اللہ دتہ اور دیگر احباب نے مل کر بہت محنت کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے اسلامک مرکز کے قریب ایک بڑا ہال کرائے پر لیا اور مستورات کے لئے مسجد سے متصل قریبی ہال میں بذریعہ فونک خطاب کا بندوبست کیا۔ ظہر کے فوراً بعد کانفرنس کا آغاز ہونا تھا فدایان ختم نبوت جوق در جوق ظہر کے فوراً بعد ہیلا ہائی کانفرنس ہال میں جمع ہونا شروع ہو گئے، ڈھائی بجے ہال بھر گیا۔ پونے تین بجے سہ پہر حافظ قاری عبدالقیوم کی تلاوت قرآن حکیم سے کانفرنس کا آغاز ہوا، نعت جناب حافظ عبدالرزاق نے پیش کی۔ کانفرنس کی غرض و غایت اور افتتاحی کلمات جناب مولانا محمد فاروق سلطان امام کوپن ہیگن نے ارشاد فرمائے۔ دین میں "عقیدۂ ختم نبوت کا مقام" کے عنوان پر حاجی عبدالحمید نے خطاب فرمایا۔ جناب طٰہ قریشی کا موضوع تھا "نوجوان نسل میں تحفظ ختم نبوت کا کام کیسے کیا جائے۔" شیخ احمد مدیر الوقف الاسلامی ڈنمارک نے "ایمان کے تقاضے" کے عنوان پر بیان کیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے "قادیانیت اور حقوق انسانیت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جناب مولانا احمد خان ڈائریکٹر ڈسکور اسلام بحرین کا موضوع تھا "مسلمانوں کا جہادی رول اور احساس ذمہ داری"۔ مولانا منظور احمد الحسینی کو موضوع دیا گیا تھا "مجھے اپنے رسول ﷺ سے محبت ہے۔" انہوں نے اس پر تفصیلی بیان کیا آخر میں مولانا عبدالمجید ندیم شاہ نے سیرت کے موضوع پر تفصیلی سے روشنی ڈالی۔ اس طرح یہ کانفرنس بوقت عصر مولانا منظور احمد الحسینی کی دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوئی۔ عصر کے بعد تمام مہمانان گرامی و فدایان ختم نبوت کو عشائیہ دیا گیا، اس دوران مولانا محمد فاروق سلطان کے ساتھ مجلس بھی رہی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا عشاء کے بعد سویڈن سے آنے والے وفد نے وفد

ختم نبوۃ

ختم نبوت سے ملاقات کی اور عندیہ دیا کہ اگلے سال ختم نبوت کانفرنس سویڈن میں بھی منعقد کرائی جائے۔ اس پر غور و خوض کیا گیا۔ مغرب تا عشاء مولانا منظور احمد الحسینی اور طہ قریشی نے قادیانیت کے موضوع پر مکمل سوال و جواب سے خطاب کیا، اس میں مسلمانوں کو کافی معلومات ہوئیں اور آئندہ انہوں نے ختم نبوت پر تربیتی پروگرام کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ یہ اجلاس نہایت اہم رہا۔ انشاء اللہ اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

دوسرے روز ۳۰ / جولائی کی صبح کو وفد ختم نبوت بذریعہ ہوائی جہاز اوسلو روانہ ہوا کچھ احباب کار کے ذریعہ رات ہی کو اوسلو روانہ ہو گئے تھے۔ ایئرپورٹ پر وہاں کے مقامی علماً کرام اور احباب نے وفد ختم نبوت کا شاندار استقبال کیا اور پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ وسط شہر ایک ایک مدرسہ میں سب حضرات ٹھہرائے گئے اور وہیں ان کو ظہرانہ دیا گیا۔ مولانا ذوالقرنین سکندر نے یہ سارا نظم بنایا تھا اور کانفرنس کی تیاری میں وہ پیش پیش تھے۔

ختم نبوت کانفرنس اوسلو، ناروے :

ظہرانہ کے بعد مہمانان گرامی اور ختم نبوت کانفرنس کی انتظامیہ کے درمیان ایک میٹنگ ہوئی کہ پروگرام کا نظم کس طرح بنایا جائے۔ طے پایا کہ بڑے مقرر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر، مولانا منظور احمد الحسینی اور مولانا عبدالمجید ندیم شاہ کو آخر میں زیادہ وقت دیا جائے۔ ان سے قبل مختصر بیانات کرائے جائیں، کانفرنس شہر کے وسط میں ایک بڑے خوبصورت اور بڑے ہال میں تھی۔ ۳ بجے کانفرنس کا آغاز ہوا ہال میں ۴۰۰ سے زیادہ احباب کی گنجائش تھی جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا ذوالقرنین سکندر نے کانفرنس اور اس کی ضرورت پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ناروے میں ضرورت تھی کہ ختم نبوت کا کام باقاعدہ طور پر کیا جائے، چنانچہ میں اور میرے احباب نے اس سلسلے میں یہ پہلی کوشش کی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کو پذیرائی بخشی ہے، پورے ملک اور اوسلو کے تمام حصوں سے جاں نثاران ختم نبوت تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانا ہر مسلمان کی ڈیوٹی ہے۔ مولانا کے بعد بالترتیب مولانا بشیر احمد، مولانا حاجی عبدالحمید، جناب طہ قریشی نے خطاب کیا۔ بعد ازاں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے کہا کہ یہ فتنوں کا دور ہے، اس وقت پوری دنیا کی کفریہ طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں اور یہ ایسی تحریکات کی سرپرستی کر رہی ہیں، جس سے مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلام سے دور کیا جا سکے۔ لہٰذا جگہ جگہ برصغیر کی طرز پر دینی مدارس کے قیام کی شدید ضرورت ہے جب مسلمانوں سے جہل ختم ہوگا تو یہ فتنے اپنی موت آپ ہی مر جائیں گے۔ بعد ازاں مولانا منظور احمد الحسینی کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط تاویلیں کر کے سلسلہ نبوت کو جاری رکھنے کی ناپاک جسارت کی جو لوگ نبوت و رسالت کے مقام کو نہیں سمجھتے تھے وہ مرزا کے دام فریب میں پھنس گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

بعد ازاں آخری خطاب حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کا ہوا اور ۸ بجے مولانا منظور احمد الحسینی کی دعا پر یہ عظیم الشان کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

بعد نماز عصر مقامی علماً اور احباب جمع ہوئے انہوں نے کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ مغرب کے بعد باہر سے آنے والے سب مہمانوں کو عشائیہ دیا گیا۔

دوسرے دن شام کو مولانا ذوالقرنین سکندر کے گھر تمام علماً کرام کو استقبالیہ دیا گیا، اس میں علماً کرام کے علاوہ مقامی کارکنوں نے بھی شرکت کی اور آئندہ ایک سال کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ناروے کے لئے انتخاب عمل میں لایا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یہ پہلی کانفرنس تھی جو بحمدہ تعالیٰ و توفیقہ خوب کامیاب رہی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۸ رکنی وفد کا ہنگامی دورہ :

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا منظور احمد الحسینی، مفتی خالد محمود، حاجی عبدالرزاق خان، حافظ محمد ایوب، محمد نعمان، احتشام الحق بیلجیئم، ہالینڈ، فرانس اور جرمن کا دورہ کیا وہ ۱۰ / اگست کو رات ۳ بجے اینٹ ورپن پہنچے۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیئم کے جنرل سیکریٹری نے ان کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ وفد کے اراکین نے دوسرے روز رابطہ عالم اسلامی بیلجیئم کے مرکز میں ڈائریکٹر الاستاذ عبدالرحمٰن اور امام الاستاذ جادالرب عبداللہ دسوقی سے ملاقات کی۔ ہالینڈ میں جناب حافظ محمد انس اور دیگر احباب سے تحفظ ختم نبوت کے امور پر میٹنگ کی۔ مسجد رحمت پیرس میں جمعہ کے موقع پر مولانا مفتی نظام الدین شامزئی نے خطاب فرمایا۔ اور جرمنی آفن باخ میں مولانا قاری مشتاق الرحمٰن اور مولانا محمد احمد سے ملاقاتیں کیں۔

مولانا عبدالرؤف نفیسی، حافظ والا ملتان

عورت پر اسلام کے احسانات

مسلمان عورت ماں، بہن، بیٹی کی حیثیت سے گھر کی ملکہ ہے، یہ اعزاز اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی گود نئی نسل کا پہلا گہوارہ ہے اگر یہ گود ہی عزت و شرف، اکرام و احترام کی نعمتوں سے محروم ہے تو اس کی پرورش اور تربیت پانے والی نسل بلند ہمتی اور عالی ظرفی اور بلند حوصلگی جیسے بلند اوصاف کے زیور سے کیسے پیراستہ ہو سکتی ہے؟ عزت و شرف سے محروم گودوں میں پرورش پانے والی نئی نسل اخلاق و انسانیت کے اعلیٰ جواہر سے عاری ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اس لئے اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔" (مدیر)

تاریخ انسانیت اس امر پر شاہد ہے کہ عورت ہمیشہ اپنے جائز تمدنی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی، حقوق سے محروم رہی ہے۔ اس لئے علم و فن کے دروازے بند کئے گئے اور روحانی ترقی کے مدارج طے کرنے کے راستے مسدود کئے گئے، کہیں اسے پالتو جانور کی حیثیت دی گئی، کہیں اسے دائرہ انسانیت سے خارج کرنے پر غور کیا گیا، کہیں اسے مرد کے بغیر زندہ رہنے کا حق سلب کرتے ہوئے دہکتی آگ میں تڑپایا گیا، کہیں اسے انسان نما حیوان قرار دیا گیا، کہیں اسے نحوست و بدبختی کا نشان بنایا گیا، اور کچھ تہذیبیں تو اس نظریے کی پروان چڑھیں کہ عورت پیدائشی طور پر نجس و ناپاک ہے، اس لئے اسے پاک ہونا خیر و برکت کا سرچشمہ بننا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

عورت کے حقوق اور محسن انسانیت ﷺ:

انسانیت کے دور قدیم میں عورت کے جائز حقوق کا مطالبہ نہیں کیا گیا، نہ ہی کوئی کوشاں ہوا بلکہ تحقیر آمیز خطابات سے تذلیل کی گئی، یہاں تک حق میراث سے محروم کر کے مال تجارت کے اندر شامل کر دیا گیا اور اسی کو مال موروث قرار دے کر وراثت کا حق اس میں جاری کر دیا، عین انسانیت کے اس تاریک دور آفتاب نبوت نمودار ہوا اور محسن انسانیت مبعوث ہو گئے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے پایاں رحمت سے انسانیت کے اس آدھے حصے کو قعر ذلت سے نکال کر شرف و عزت، وقار و احترام کے بلند ترین مقام تک پہنچایا، اور وہ مرتبہ عطا فرمایا جو کہ فطرت کا تقاضا تھا اور اسی طرح انسانی تمدن کی ترقی اور استحکام کے لئے ایک ایسی ٹھوس اور مضبوط اور مستحکم بنیاد فراہم فرما دی، جس کے بغیر خاندان کی تاسیس میں اعتدال اور نظام معاشرت و معیشت میں توازن اور نظام حکومت و سیاست میں استواری محال ہے۔ نسل انسانی کی بقا اور اس کی صالح بنیادوں کا انحصار زیادہ تر اسی کے رویئے اور طرز عمل پر ہے اگر اس کی صحیح حیثیت اور اس کا فطری مقام معاشرے میں درہم برہم ہو جائے تو پھر انسانی تہذیب و تمدن کا راہ اعتدال پر گامزن ہونا عقلی اور منطقی لحاظ سے ناممکنات میں سے ہے، عورت کے متعلق ایسے پست تصورات کی بدولت بہت سے معاشروں میں ایک لڑکی کی پیدائش موجب ذلت اور باعث عار خیال کی جاتی ہے، اسلام سے قبل خود عرب کا معاشرہ بھی انہی خیالات کا شکار تھا، جس کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے:

مفہوم: "جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور بس وہ خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کسی کو کیا منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ کس ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رکھے یا مٹی میں دبا دے۔" (النحل: ۵۸،۵۹)

لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکی کی پیدائش کو باعث رحمت و برکت قرار دیا اور ان تمام غلط تصورات اور جاہلانہ خیالات کی بیخ کنی فرما دی، جن کے تحت عورت کی ذات کو ذلت و رسوائی اور نحوست و بدبختی کا نشان قرار دیا گیا تھا بلکہ نجس اور غلیظ تصور کیا گیا تھا۔ اسی عورت کے متعلق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ہاں اپنے فرشتے بھیجتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو رحمت ہو، اور پھر فرشتے اس لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس بچی کے سر پر شفقت و رحمت کا ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک ناتوان جان ہے اور ناتوان جان سے پیدا ہوئی ہے جو اس بچی کی صحیح پرورش کرے گا تو قیامت تک خدا کی مدد شامل حال رہے گی۔" (طبرانی)

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ بیٹی کی پیدائش کو جنت کی بشارت قرار دیا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

"محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ہاں بچی پیدا ہوئی اس نے جاہلیت کے طریقے پر نہ اس کو زندہ دفن کیا اور نہ اس کی تحقیر کی اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابل میں ترجیح دی تو ایسے

شخص کے لئے جنت کی بشارت ہے۔" (ابوداؤد)

بیٹیوں کی پیدائش کے بعد ان کی پرورش اور ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ دینا اور اپنی ذہنی اور مادی قوتوں کو صرف کرنا، اس ذہن کے لوگوں کے لئے بہت ہی تکلیف دہ اور مشکل کام ہے جس کے نزدیک بیٹیاں معاشرتی اور معاشی، لحاظ سے ناکارہ بوجھ ہیں اور باعث ذلت ہیں یا جن کے نزدیک یہ کمترین درجے کی مخلوق ہیں لیکن انسانیت کو ہدایت فلاح اور کامیابی کی روشنی دکھانے والی ہستی اس صنف نازک کی انسانی تمدن میں اہمیت اور افادیت سے بخوبی آگاہ تھی، اس لئے عام انسانوں میں اس کا احساس اجاگر کرنے کے لئے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی پرورش اور اس کی دیکھ بھال اور اس کی تعلیم وتربیت کو خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ قرار دے دیا، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :

"ایک عورت میرے پاس آئی اس کی گود میں دو بچیاں تھیں اور وہ کچھ مانگنے کے لئے آئی تھی تو اس وقت میرے پاس سوائے کھجور کے ایک دانہ کے کچھ نہیں تھا میں نے وہ ہی دانہ اسی عورت کو دے دیا، اس نے اس ایک دانہ کے دو ٹکڑے کئے ان دونوں بچیوں میں تقسیم کردیئے اور خود باوجود بھوکی ہونے کے کچھ نہ کھایا، پھر وہ اٹھ کر چلی گئی، اتنے میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے تمام واقعہ بیان کیا تو اس پر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان لڑکیوں کے بارے میں آزمایا جائے (لڑکیاں زیادہ پیدا ہوئی) پھر وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کی تعلیم وتربیت اچھی کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی مزید یہ ہے کہ جس طرح ایک بچی کی پیدائش رحمت خداوندی کی بشارت لے کے آتی ہے اور اس کی پرورش باپ کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتی ہے اور اسی طرح اس کی عمدہ تعلیم وتربیت بھی جنت کی عظیم نعمتوں کا مژدہ جانفزا لے کر آتی ہے ایک بچی کے باپ کو اس امر کا اطمینان دلایا گیا ہے کہ اس کی تمام محنتیں مشقتیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہیں، اس کی قربانی و ایثار اس کی فلاح و کامیابی اور کامرانی کا ضامن بن گیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"جس شخص نے تین لڑکیوں یا کی سرپرستی اور ان کی تعلیم وتربیت کا پورا انتظام کیا اور ان سے رحمت و شفقت سے پیش آیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے نیاز کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت ایسے شخص پر واجب کردی ہے کسی نے کہا کہ یا نبی اللہ دو کی تربیت پر کیا بشارت ہے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پر بھی اجر عظیم ہے۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ :

"اگر لوگ ایک کے متعلق دریافت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی بشارت سناتے۔" (مشکوٰۃ)

عرب کے اس معاشرے میں جہاں لڑکی کی پیدائش کو نحوست و بدبختی قرار دیا گیا، جہاں لڑکی کو ناقابل برداشت بوجھ تصور کیا گیا اور نجس و غلیظ کہا گیا اور کبھی پاک نہ ہونے والا وجود قرار دیا اور سنگ دلی کا یہ عالم تھا کہ بچی کو مٹی میں دباتے ہوئے ذرا برابر بھی رحم و کرم کی امید نہیں کی جاسکتی تھی، تو ایسے تاریک معاشرے کی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے کایا پلٹ کر رکھ دی جس کا اندازہ ذیل کی روایت سے کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی بچیاں بہت تھیں حسرت بھرے انداز میں کہا کہ کاش یہ لڑکیاں زندہ نہ رہتیں مرجاتیں، ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رازق تم ہو۔ (الادب المفرد)

عورت نسل انسانی کا اہم جزو :

ہر معاشرے کی اکائیاں اس کے خاندان میں ہر نئے خاندان کی تاسیس کے لئے اسلام نے نکاح کا طریقہ مقرر فرمایا، نکاح ایک ایسا معاہدہ ہے کہ جس سے ایک مرد ایک عورت باہمی رضامندی سے محبت و مؤدت سے زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، یہ ان کا فطری مطالبہ بھی ہے اور معاشرے کا تقاضا بھی ہے، اس کے بغیر نہ نسل انسان کی بقا اور نشوونما ہوسکتی ہے اور نہ ہی صالح تمدن و معاشرت کا استحکام ہوسکتا ہے، انسانی فطرت اور انسانی معاشرے کے یہ مطالبے اور یہ تقاضے اسی وقت اسی صورت میں پورے ہوسکتے ہیں جب نکاح کے بندھن میں آنے والے مرد و عورت باہمی، خیرخواہی اور خیرسگالی کے جذبات سے سرشار ہوں اور ایک دوسرے کے لئے قوت و طاقت اور فرحت و سکینت کا ذریعہ ہوں، ایک دوسرے کی روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور تہذیبی ارتقا میں معین و مددگار ہوں، غمی و خوشی میں ایک دوسرے کے دست و بازو ہوں۔ قرآن حکیم نے اس رشتہ کی لطافتوں اور نزاکتوں کو نہایت بلیغ انداز میں اس طرح بیان فرمایا :

مفہوم : "عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔"

یعنی مرد عورتوں کے ستر پوش ہیں اور عورتیں مردوں کے ستر پوش ہیں، مردان کے لئے باعث زینت ہیں اور عورتیں ان کے لئے باعث حسن و آرائش، مرد اگر عورت کی خوبصورتی ہے تو مرد کی خوبصورتی عورت ہے۔

اگر مردان کی تکمیل کا ذریعہ ہیں تو عورت بھی مردوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی، روحانی، ترقی کی تکمیل کا وسیلہ ہیں۔ اسلام سے قبل تمام مذاہب میں عورت کو اور مرد و عورت کے ازدواجی تعلقات کو بہت حد تک اخلاقی اور روحانی مدارج کی ترقی میں ایک اہم

ختم نبوۃ

رکاوٹ تصور کیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں بدھ، ویدانت، اور سادھوپن کے تمام پیروکار اسی نظریے کے قائل تھے۔ عیسائیت میں بھی تجرد اور عورت سے بے تعلق ہونے کو روحانی کمالات کا ذریعہ قرار دیا گیا، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظریے کو باطل ٹھہراتے ہوئے عالم انسانیت کو بتایا کہ اخلاق و روحانیت کی ترقی و تکمیل اور نشوونما تجرد کی زندگی میں ممکن نہیں بلکہ اس کے لئے مناسب میدان ازدواجی زندگی ہے کیونکہ اخلاق حسن، معاملہ اور حسن سلوک کا نام ہے جو کسی کا شوہر نہ ہو، جو کسی کا بھائی نہ ہو، جو کسی کی بیوی نہ ہو، جو کسی کی بہن نہ ہو تو اس پر کون سے فرائض عائد ہو سکتے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب کے معاشرے میں بھی بیوی کی حیثیت سے عورت کی کوئی قدرومنزلت نہ تھی اور ان کے معاشرتی اور معاشی حقوق کا کوئی تعین نہ تھا۔ ذرا ذرا سی باتوں پر انہیں کوسا جاتا، معمولی کوتاہی پر مار پیٹ ہو جاتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

"ہم لوگ عورتوں کو کسی شمار وقطار میں نہ لائے تھے، اسلام آیا تو ان کے حقوق مقرر ہوئے۔" (بخاری شریف)

بیوی کی حیثیت سے عورت کو اسلام نے جس لاثانی عزو شرف سے نوازا ہے اس کی چند جھلکیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں :

عورت بحیثیت بیوی :

بیوی، بحیثیت انسان اپنے انسانی معاشرتی حقوق میں اپنے شوہر کے برابر ہے کیونکہ جس طرح شوہر نوع انسانی کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے عزت و شرف کا مستحق ہے اسی طرح عورت بھی انسانی فرد ہونے کی وجہ سے عزت و شرف کی مستحق ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ :

مفہوم : "اور بیویوں کا حق دستور کے مطابق شوہروں پر ایسا ہی ہے جیسے کہ شوہروں کا بیویوں پر اور مردوں کو ان پر ایک منزل حاصل ہے۔" (سورۃ بقرہ)

مرد و عورت دونوں نوع انسانی کا حصہ ہیں لیکن فطرت نے انہیں مختلف قسم کی صلاحیتوں اور قوتوں سے نوازا ہے۔ مرد کو اگر قوت، سختی، صلابت، تحمل اور جفاکشی کی صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں تو عورت کو نرمی، ملائمت، نزاکت، لطافت اور شرم و حیا جیسی صفات سے آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ اختلاف و تضاد ہی انسانی تمدن کے بقا و استحکام کے لئے نہایت مفید اور سود مند ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے (جو کہ دین فطرت ہے) ایک بیوی پر وہ ذمہ داریاں عائد نہیں کیں جو کہ اس کی قوت برداشت سے باہر ہوں اور نہ اس کے لئے وہ میدان کار مقرر کیا جو اس کی فطری خوبیوں کو پروان چڑھانے کے بجائے انہیں تباہ و برباد اور مجروح کر کے رکھ دے۔ اس لئے اس کا دائرہ کار اس کے گھر کو بنایا گیا ہے تاکہ وہ پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی خاندان کو بنانے اور سنوارنے میں اپنی قوتیں صرف کر سکے۔ بیوی اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے، بیوی اپنے شوہر کے گھر کی باندی یا لونڈی نہیں بلکہ ملکہ ہے، یہ اعزاز اس کے لئے اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی گود نئی نسل کا پہلا گہوارہ اور مکتب ہے۔ اگر یہ گود ہی عزت و شرف اکرام و احترام کی نعمتوں سے محروم ہے تو اس کی پرورش اور تربیت پانے والی نئی نسل بلند ہمتی اور عالی ظرفی اور بلند حوصلگی جیسے بلند اوصاف کے زیور سے کیسے پیراستہ ہو سکتی ہے؟ عزت و شرف سے محروم گودوں میں پرورش پانے والی نئی نسل اخلاق و انسانیت کے اعلیٰ جواہر سے عاری ہی ہو سکتے ہیں، اس لئے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اس لئے ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔"

بیوی سے اس کی اولاد کے متعلق سوال ہوگا اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جوابدہی کرنی پڑے گی۔

ذمہ داریوں کا بوجھ فطرت کے مطابق :

شوہر پر اس کی بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اس کے مکمل اخراجات کی مکمل ذمہ داری اٹھائے، اسلام نے روزی کمانے اور معاش حاصل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کرنے کا بوجھ بیوی پر نہیں بلکہ شوہر پر ڈالا کیونکہ اپنی جسمانی قوت و طاقت کی بنا پر وہ ہی اس کا اہل ہے، عورت پر یہ ذمہ داری ڈالنا ایک طرف اس پر ظلم اور دوسری طرف اصل فرائض کی بجا آوری سے محروم کر کے معاشرے کے استحکام کو خطرے میں ڈال دینے کے مترادف ہے، بیوی کے اس حق کو قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا :

"الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض"

"کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔"

اسی حق کی مزید تاکید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی کہ :

"جب شوہر کھائے تو بیوی کو بھی کھلائے اور جب خود پہنے تو بیوی کو بھی پہنائے، اور اس کو گالیاں نہ دے اور اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارے اور اس کو بطور سزا کے گھر سے نہ نکالے۔" (ابن ماجہ)

دنیا میں تقویٰ کے بعد بڑی نعمت نیک بیوی ہے، نیک، صالح سلیقہ مند اور وفادار غمگسار ہم راز غمخوار اور ہمدرد بیوی جو کہ گھر کو جنت کا نمونہ دے سکتی ہے، انہی صفات کی بنا پر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت دنیا میں نیک بیوی ہے جو کہ شوہر کی فرمانبردار ہو جو کہے وہ مانے اور جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے، اگر شوہر قسم کھائے کسی کام پر یا کوئی کام کے تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے اور جب شوہر گھر پر نہ ہو تو اس کی جائیداد و ثروت کا پوری طرح خیال رکھے اور پوری حفاظت بجا لائے۔" (ابن ماجہ)

رحمۃ اللعالمین کی خاص رحمت عورتوں پر کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیوی کے وقار عزت و شرف اور ان کے حسن معاشرت اور قدرو منزلت کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے اس کے ساتھ حسن سلوک کو مرد کے حسن اخلاق کی خوبی بیان کی فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ :

"تم میں سے اچھا وہ ہے جو کہ اپنی بیوی کی نظر میں اچھا ہو۔"(رواہ الترمذی)

عورت بحیثیت ماں :

لفظ ماں کہنے سے دل و روح میں تسکین دوڑ جاتی ہے اور مہر و محبت کے دریا موجزن ہوتے نظر آنے لگتے ہیں اور شفقت و مہربانی کی طغیانیاں جولانیاں پورے جوش سے امڈ آتی ہیں جس سے جسم کا ریشہ ریشہ رحمت و برکت، سکون و راحت سے بھر امند ہو جاتا ہے اور ماں علامت ہے، خلوص وایثار بے لوثی اور بے غرضی کی اور جو اپنی اولاد کے لئے رحمت خداوندی کا عکس ہے۔ عالم انسانیت کی یہ تمام رونقیں اور افراد کی باہمی محبت و مؤدت، موانست اور رشتوں کی یگانگت اور طبیعتوں کی نرمی و ملائمت نتیجہ ہیں ماں کے پر خلوص اور پر جوش مہر و محبت کا، ماں کا دل ہی وہ سر چشمہ ہے جہاں سے نفرت و عداوت کی تپش، سے جھلسے ہوئے دلوں اور ذہنوں کو پیار اور محبت کا زمزم نصیب ہو سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ دین فطرت نے اس کا مرتبہ بھی سب سے بلند اور سب سے اونچا مقرر کیا ہے۔ اس کے قدموں کو سعادت و کامرانی کا گنجینہ اور اس کے ہونٹوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کو فلاح و کامیابی کا خزینہ قرار دیا ہے۔

سب سے مقدم حق کس کا؟

اخلاق و مذہب اور تہذیب و تمدن کی جو تاریخ آج دنیا کے سامنے ہے، اس میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم وہ واحد ہادی اور رہنما ہیں، جنہوں نے واضح انداز میں دنیا کو بتایا کہ خدا کی بندگی کے بعد انسان پر سب سے مقدم حق و فرض، اپنی ماں کا احترام ہے اور اس سے حسن سلوک ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماں کا احترام ہے اور عرض کیا کہ میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیری ماں، پھر کون؟ فرمایا کہ تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ فرمایا کہ تیری ماں۔ اس نے کہا کہ پھر کون؟ محسن انسانیت نے فرمایا کہ تیرا باپ۔"(رواہ البخاری)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہجرت اور بیعت جہاد کرتا ہوں اور اس پر اجر کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں زندہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس لوٹ جاؤ اور جا کر ان کی خدمت کرو۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر ہجرت پر بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح والدین کو روتا چھوڑ کر آئے تھے اب جاؤ ان کو خوش کرو، حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، عرض کرنے لگا کہ مجھ سے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے، کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے گا، میرا گناہ معاف کردے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں، پھر دریافت فرمایا کہ والد زندہ ہے فرمایا صحابی رسول نے جی ہاں! تو اس پر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جاؤ ان کی خدمت کرو اور انہیں خوش رکھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برباد ہو وہ شخص جملہ ہذا کو تین مرتبہ فرمایا کہ جس نے اپنی زندگی میں والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔ (رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (نسائی شریف)

والدین کی وفات کے بعد حقوق :

ماں باپ کی خدمت اور ان کا ادب و احترام ان کی زندگی کے آخری لمحات تک اولاد پر فرض ہے، مگر ان کے احسانات اتنے عظیم ہیں کہ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ان کے حقوق اولاد پر باقی رہتے ہیں جن کا پورا کرنا ایک سعادتمند، احسان شناس، وفادار، سپاس گزار اولاد کے لئے باعث سعادت و برکت ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ ماں باپ کی وفات کے بعد ان کا کوئی حق رہ جاتا ہے کہ جس کو میں ادا کروں۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جی ہاں میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ : ان کا حق بعد از وفات یہ ہے کہ تم ان کے لئے استغفار کرو، دعا کرو اور جو ان کی جائز وصیت ہو اس کو پورا کرو، اور جو لوگ ان کے رشتہ دار ہیں، ان سے صلہ رحمی کرو اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت اور خاطر داری کرو۔ (رواہ ابو داؤد)

ایک احسان شناس اولاد کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس کے والدین نے کس طرح سختیاں جھیل کر کے انہیں یہ طاقت بخش دی کہ اب تمام کارہائے زندگی چلا سکتے ہیں، اب ہم سب کا فرض ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ کی قدرو منزلت کو پہچان کر خدمت کریں اور اعلیٰ علیین میں ٹھکانہ بنائیں۔ دعا ہے اللہ تمام انسانیت کو صراط مستقیم پر چلائے۔ (آمین)

☆☆..................☆☆

راولپنڈی میں شیخ حسام الدین کی یادگار تقریر

مرزائی انگریز کے آلۂ کار

راولپنڈی ۲۶ / ستمبر آل مسلم پارٹیز مجلس عمل راولپنڈی کے زیر اہتمام اسلامیان راولپنڈی کا ایک عظیم الشان اجتماع زیر صدارت سید عارف اللہ شاہ صاحب قادری منعقد ہوا، جس میں شیخ حسام الدین صاحب (پی-اے) نے تحفظ ختم نبوت کی موجودہ تحریک کے سلسلہ میں موثر تقریر فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے لئے اس وقت جن ذرائع اور جن اسباب کی ضرورت ہے مجھے اس وقت آپ حضرات کو اس سے آگاہ کرنا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں اور ابلہ فریبیاں یقیناً آپ حضرات کی نگاہوں سے او جھل نہیں لیکن اس وقت قیام پاکستان کے بعد ملک کے اندر اور ملک کے باہر عالم اسلام اور ممالک یورپ میں ان کی سرگرمیاں غور طلب ہیں۔

(سید عارف اللہ شاہ قادریؒ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین تھے، تحریک ۱۹۵۳ء تحریک ۱۹۷۴ء میں بھرپور کردار ادا کیا، رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ ۲۸ / فروری ۱۹۷۹ء میں راولپنڈی میں ستر سال کی عمر میں انتقال ہوا)

مرزائی انگریز کے آلہ کار:

ہم شروع سے من حیث الجماعت مرزائیوں کو مذہبی جماعت نہیں سمجھتے بلکہ ایک ایسا آلہ کار سمجھتے ہیں کہ جسے انگریز اپنی سیاسی اغراض کو برسر کار لانے کے لئے بروئے کار لایا۔ انگریز نے اپنی سامراجی ضرورتوں اور اسلام کی مرکزیت کو فنا کرنے کے لئے ایک ایسے خاندان کو چنا جو نہ صرف اس کا تحفظ کرے بلکہ اسلام کی روح و مقاصد کے لئے بھی مہلک ثابت ہو اور برطانیہ کا یہ خود کاشتہ پودا اپنا مقصد اس وقت تک حاصل نہ کر سکتا تھا جب تک کہ وہ مذہب کا لباس اوڑھ کر دین کا لبادہ پہن کر عوام کے سامنے نہ آتا۔ مرزائیوں نے مذہب کا نام لیا، مذہب کا لبادہ پہنا، رسالت و نبوت صحابہ کرامؓ اہلبیت عظام سمیت شعائر اسلام کی جھوٹی نقل اتاری، کیونکہ اس کے بغیر کامیابی کسی طرح ممکن نہ تھی، ورنہ کہاں اسلام کا سا پاکیزہ مذہب اور کہاں یہ انگریزوں کی ایجنٹ ٹولی، مذہب کی روح اور سپرٹ کو یہاں تک برباد کیا کہ قادیان کے جس ٹکڑے میں مرزا کی لاش دفن ہے اس کو مکہ مکرمہ سے افضل قرار دیا گیا، اور کہا گیا کہ مکہ و مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ اب خشک ہو چکا ہے، اب جسے جو کچھ لینا ہے قادیان سے لے لے۔ (نعوذ باللہ)

مرزائیت کا پس منظر:

یہ اس غدار گروہ کا پس منظر ہے کہ جسے برطانوی سیاست نے جنم دیا۔ اور اپنی چھاتی سے دودھ پلا کر ان سانپوں کو اسلام کے سینے پر چھوڑ دیا۔ تاریخ کا کون طالب علم صلیبی جنگوں اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی تلوار و یلغار سے آشنا نہیں کہ جس نے عیسائی طاقتوں کو روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے مجاہدانہ کارناموں اور عیسائی دنیا کی مسلسل شکست نے یورپی قوتوں کو یہ سمجھنے پر مجبور کر دیا کہ جب تک اسلام میں "جہاد" کا حکم اور مسلمانوں کے دلوں میں شہادت کی تڑپ موجود ہے، اس وقت تک انہیں مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ مقصد کی تحصیل کے لئے انگریز نے ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس خاندان نے حق ادا کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پچاس الماریاں کہ جس میں ہر کتاب کا ہر باب برطانیہ کی اطاعت و وفاداری اور جہاد کی تنسیخ کے فیصلہ سے پر ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کے مذہب، سیاست اور تاریخ کی پوری گواہ ہیں۔

انگریز چلا گیا ہے لیکن اس کی اغراض اور اس کے ایجنٹ ابھی باقی ہیں اور وہ مرزائی پارٹی ہے۔ میں ان حالات کی تہ میں نہیں جانا چاہتا، خود ہی سوچئے برطانوی سامراج کی سیاسی اغراض کا سب سے بڑا ایجنٹ اس وقت کہاں کھڑا ہے اس کی خارجہ پالیسی کیا ہے اور پاکستان بین الاقوامی دنیا میں وہ مقام کیوں حاصل نہیں کر سکا جو اسے اب تک حاصل کر لینا چاہئے تھا۔ بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت ان مسائل کو نہیں چھیڑنا چاہئے میں کہتا

ہوں کہ رائے دینے کا ہر شخص کو حق ہے اور ماننے یا نہ ماننے کا آپ کو اختیار، لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ برطانیہ کا یہ چہیتا فرزند ظفر اللہ قادیانی قائد اعظم کے مرنے کے بعد اُن کے جنازے تک میں شریک نہ ہوا، یہ تمہارا ہمدرد نہیں ہو سکتا۔ ہم نے آج سے تیس برس پیشتر انگریز کے جبر و استبداد کے دور میں کہہ دیا تھا کہ ملک میں باعزت طور پر یا مسلمان رہیں گے اور یا مرزائی اور اب یہ ہمارا ملک ہے کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوتیوں کے صدقے اور اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ ہمیں اس میں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت کے بیان سے کون روک سکتا ہے؟ اور جو روکنا چاہتا ہے اسے پہلے اپنا انجام سوچ لینا چاہیے۔

ہمارا فیصلہ :

ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ زندہ رہیں گے تو ناموس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کے لئے اور مریں گے تو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت کے لئے کوئی قوت، کوئی دھمکی، کوئی خوف ہمیں اس فیصلہ سے ہٹا نہیں سکتا۔

آپ نے فرمایا: حکومت پہلے واویلا کرتی تھی کہ یہ احرار اور مرزائیوں کا معاملہ ہے، لیکن لاہور میں آل مسلم پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کنونشن کے بعد حکومت کو ہوش آگیا کہ ” یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آستانہ ہے یہ معاملہ احراریوں اور قادیانیوں کا نہیں۔ اسلام اور کفر کا ہے۔ اور اب حضوری باغ کے جلسے میں بالکل حضوری ہی کے عالم حضور وزیر اعظم صاحب نے بھی فرمادیا کہ مسئلہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کے منکر مسلمانوں سے جدا ہیں۔

باقی ص ۱۳ پر

انیسویں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

(م-الف-الف)

قیام پاکستان سے ستمبر ۱۹۷۴ء تک چناب نگر (ربوہ) مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد جب ربوہ کھلا شہر قرار دینے کی طرف اس دور کی حکومت نے معمولی پیش رفت کی یعنی پولیس چوکی ربوہ کو تھانے کا درجہ دیا اور دو تھانے ملا کر ان پر ایک مجسٹریٹ کا دفتر چناب نگر (ربوہ) میں قائم کیا تو مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ پہلا جمعہ جنوری ۱۹۷۵ء میں ٹاؤن ہال چناب نگر (ربوہ) جو اس وقت ایم آر کی عدالت تھی، کے باہر لان میں پڑھا تو نماز میں صرف ۲ مسلمان تھے، یہ پہلی اذان اور پہلی نماز تھی جو اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں نے اس شہر کی زمین پر ادا کی، اس کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت نے چناب نگر (ربوہ) میں اپنے کام کو پھیلانے اور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حق پہنچانے کے لئے اپنی تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا۔

حکومت نے مسلم کالونی ربوہ کے لئے کافی رقبہ مختص کیا جس میں مساجد، ڈاکخانہ، اسکولز کے لئے پلاٹ تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے بروقت ہاؤسنگ سوسائٹی سے مسجد و مدرسہ کا پلاٹ الاٹ کئے جانے کی درخواست دی جو منظور کر لی گئی اور مجلس کو ۹ کنال اراضی مسلم کالونی چناب نگر ربوہ میں برائے تعمیر جامع مسجد و مدرسہ عربیہ الاٹ ہو کر قبضہ دے دیا گیا۔ چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر مجلس کی مساعی سے عظیم الشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور ۱۹۷۷ء سے وہاں جمعہ اور نمازوں کا انتظام ہے۔ مسلم کالونی چناب نگر (ربوہ) کی عظیم الشان ختاری مسجد، جامع مسجد مکمل ہو چکی ہے۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق کے لئے علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے نیز شناختی کارڈ میں حلف نامہ درج کیا گیا۔ جن دنوں کونسلروں کے انتخابات ہوئے تو ربوہ ٹاؤن کمیٹی کے باوہ رکن منتخب ہوئے جو بفضلہ تعالیٰ سب کے سب مسلمان تھے۔

۱۹۷۷ء سے ہی مجلس ہر سال ربیع الاول میں سیرۃ النبی کا جلسہ جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ میں منعقد کرتی چلی آرہی ہے۔

دسمبر کے مہینے میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ (ظلی حج) مرزا قادیانی کے زمانے سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل یہ جلسہ قادیان میں ہوا کرتا تھا، پھر چناب نگر (ربوہ) ہوتا رہا، اب الحمدللہ اس کی اجازت نہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے قیام پاکستان کے فوراً بعد چناب نگر (ربوہ) کے قریب چنیوٹ شہر میں قادیانیوں کے جلسہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کا سہ روزہ اجتماع منعقد کرنا شروع کیا۔ یہ اجتماع انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا تھا، مجلس نے چنیوٹ کے اجتماع کے دنوں میں چناب نگر (ربوہ) میں بھی ایک دن اجتماع کا انتظام کیا تھا جو انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔ ۶/۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مجلس نے پہلی مرتبہ چناب نگر (ربوہ) میں دو روزہ تاریخی کانفرنس کا انعقاد کیا،

اس سال انشاء اللہ انیسویں کانفرنس ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہو رہی ہے چناب نگر (ربوہ) الحمدللہ ۱۹۷۴ء کے بعد مجلس کی مساعی سے کئی خاندان مسلمان ہو چکے ہیں اور دن بدن اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

••

قادیانی وائٹ روز اسکول کے نام کھلا خط

یہ خط ایک مسلمان طالبہ نے اشتیاق احمد صاحب جو کہ ناول نگار ہیں اور عرصہ دراز سے رد قادیانیت پر بھی جدید انداز میں اپنے قارئین کو ان کی کفریہ تبلیغ کے بارے میں آگاہ کرتے رہتے ہیں کو لکھا تھا۔ انہوں نے وہ خط دفتر ختم نبوت کراچی روانہ کیا اور فرمایا کہ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ جو زیادتیاں کر رہے ہیں اس بارے میں ضرور ختم نبوت میں آجانا چاہئے۔ یہ خط من و عن شائع کیا جارہا ہے، تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہوسکے کہ قادیانی کس طرح مسلمانوں کے ایمان اور مال لوٹ رہے ہیں۔

قابل احترام اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ویسے جو بندہ ہر مہینے چار ناول پابندی سے لکھ لیتا ہو وہ یقیناً خیریت سے ہی ہوتا ہے میں آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتی ہوں قریبی مہینوں میں آپ کا ایک ناول مارکیٹ میں آیا تھا "موت کی قیمت" اس کی دو باتیں بہت پسند آئیں بہت اہم نکتے پر آپ نے قلم اٹھایا آپ کے ناول پڑھنے سے ہی مجھے معلوم ہوا کہ آپ بھی قادیانیوں کے خلاف مصروف جہاد ہیں۔

جناب!

میں اسی سلسلے میں ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں وہ یہ کہ میں اور میری چھوٹی بہن جویریہ نے آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دوسرے اسکول میں نویں میں داخلہ لینا تھا۔ میرے ابو کافی مذہبی ہیں انہوں نے شرط لگائی کہ اس جگہ داخلہ لینا جہاں لڑکے لڑکیاں اکٹھے نہ پڑھتے ہوں اور لڑکیوں کو مرد ٹیچر نہ پڑھاتا ہو۔ میں اور میری امی وائٹ روز پرائمری اینڈ سیکنڈری اسکول (رجسٹرڈ) انگلش میڈیم میں گئے تو وہاں کی ٹیچر نے بتایا کہ یہاں تعلیم اردو میڈیم کی ہے یعنی اردو زبان میں اور لڑکے، لڑکیاں عنقریب علیحدہ، علیحدہ کلاسز میں ہوں گے میری امی نے بتایا کہ میرے ابو مذہبی ہیں اس لئے مرد ٹیچر کیوں پڑھاتا ہے۔ انہوں نے کہا ایک مضمون مرد ہی پڑھائے گا خیر! ہمارے پاس اس دن سرٹیفکیٹ نہ تھے اور یہاں کی انچارج نے کہا فارم کی آخری تاریخ ۲۰ اگست ہے ہمارے فارم (امتحانی) ۱۹/ تاریخ تک چلے جائیں گے، آپ سرٹیفکیٹ نہیں لائیں ہیں یوں کریں کہ داخلہ فارم بھر والیں اور دوسرے دن سرٹیفکیٹ لے آنا پھر داخلہ ہو جائے گا، ہم نے داخلہ فارم بھروائے صرف اتنے کہ نام، والد کا نام، تاریخ پیدائش، پیدائش کی جگہ اور مسلم پاکستانی، یعنی مکمل داخلہ فارم اس دن نہ بھرے جاسکے، وہاں کی انچارج نے کہا آپ کچھ روپے دیں میری امی نے ۵۰۰ روپے دیئے اور انہوں نے رسید کاٹ کر ہمیں دی اور کہا کہ داخلہ آپ کا ابھی نہیں ہوا کل آپ باقی پیسے اور سرٹیفکیٹ لے آنا تو پھر داخلہ ہو جائے گا، کل پیسوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

داخلہ فیس : 200 روپے 9th سائنس

ماہانہ فیس : 200 9th سائنس

امتحانی فیس : 300 9th سائنس

لیب چارج : 300 9th سائنس

گھر آکر ہم نے ابو سے بات کی ابو نے اپنے دوست سے بات کی کہ کیا وہ اسکول اچھا ہے؟ کیونکہ ہم تو صرف ۳ دن پہلے ہی اس علاقے (نیول کالونی) میں آئے تھے، ابو کے دوست نے کہا نہیں بھئی وہ اسکول تو قادیانیوں کا ہے، پھر میرے ابو نے وہی کیا جو ایک ایماندار غیرت مند مسلمان کر سکتا ہے یعنی یہ کہا کہ ہم تو قادیانیوں کے اسکول میں نہیں پڑھیں گے، اگر وہ اپنے مذہب کی تعلیم نہ بھی اسکول میں دیتے ہوئے منافع تو قادیانیوں کا ہی ہوگا، میں نے اسی دن ۸/ اگست کو صبح اپنے بھائی کو اسکول بھیجا کہ اسکول والوں سے کہہ آئے کہ ہم یہاں داخل نہیں ہوں گے اس کے بعد میں اور میری امی رقم کی واپسی کے لئے اسکول گئے اور وہاں کی انچارج (جو کہ اسکول کی مالک بھی ہیں اور قادیانی بھی) سے کہا کہ جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ ہمارا گھرانہ مذہبی ہے تو آپ کا اخلاقی فرض تھا کہ آپ ہم سے کہتیں کہ یہ اسکول تو قادیانیوں کا ہے تو وہ انچارج آئیں، بائیں، شائیں کرنے لگیں اور رقم کی واپسی سے انکاری ہو گئیں۔ حالانکہ رسید میں درج تھا کہ ماہانہ فیس دونوں بہنوں کی 400 روپے اور ایک بہن کے امتحانی فیس 100 روپے کاٹے گئے ہیں جبکہ سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے ایڈمیشن فیس نہیں کاٹی گئی تھی، میں نے یہ بات ان سے بھی کی مگر انہوں نے میرے ہاتھ سے رسید لے کر پھاڑنا چاہی جو کہ میں نے دوبارہ واپس لے لی (اور رسید کی فوٹو کاپی خط کے ساتھ منسلک ہے) ہم لوگ اسکول سے واپس آگئے پھر بھائی کو بھیج کر وہ فارم منگوانے چاہے جو انہوں نے بھروائے تھے مگر انہوں نے فارم نہ دیئے بلکہ پیغام دیا کہ جس نے فارم دیکھنے ہیں وہ یہاں آکر دیکھے میں تو گھر کے لئے فارم نہیں دوں گی، تیسرے دن ۲۱/ اگست کو فارم لینے میں اور میری امی دوبارہ اسکول گئیں مگر انہوں نے فارم دینے تو دور کنار دکھانے سے بھی انکار کر دیا کہ فارم اب ریکارڈ کا حصہ ہیں خوب بحث ہوئی مگر انہوں نے کہا فارم میں نہیں دکھاؤں گی، اگر دکھاؤں گی تو صرف اس وجہ سے کہ آپ رسیدیں مجھے واپس کر دیں، میں نے ان سے کہا کہ رسید پر داخلہ فیس نہیں ماہانہ فیس درج ہے اور امتحانی فیس جبکہ داخلہ نہ ہوا ہو تو ماہانہ اور امتحانی فیس کس قانون کی رو سے آپ لے رہی ہیں؟! انہوں نے کہا ہم

باقی صفحہ ۲۴ پر

ختم نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوّت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی سرگرمیاں

یوسف کذاب کے چیلوں کا واویلا

لاہور (نمائندہ خصوصی) سیشن کورٹ کے عظیم الشان فیصلہ جس میں یوسف کذاب کو اس کے دعویٰ نبوت اور گستاخ رسول کی بنا پر ۵/ اگست ۲۰۰۰ء کو سزائے موت اور ۳۵ سال قید کی سزا اور ۲ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ اس فیصلہ کے بعد یوسف کذاب کے چیلے متحرک ہو چکے ہیں۔ لاہور کے ایک نامعلوم اخبار کے ذریعہ چار صفحات پر مشتمل زہریلی تحریر شائع کر کے عدالت، وکلا استغاثہ، مدعی مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے خلاف دل کھول کر خرافات تحریر کی ہیں۔ جب مذکورہ اخبار کے متعلق معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ اس اخبار کا ایڈیٹر بلیک میلر اور سرخ صحافت کا علمبردار ہے۔ اگر اسے پیسے دے کر اس کے والدین کے خلاف اشتہار یا خبر لگوائی جائے تو وہ اس پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق یوسف کذاب کے چیلوں نے اسے لاکھوں روپے پیش کئے اور یوں عدالت کے فیصلہ کے خلاف خرافات دی گئیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کے خلاف توہین عدالت اور ہتک عزت کا حق محفوظ رکھتی ہے، لیکن فیصلہ یہ کیا گیا کہ اسے بدزبان و بدکلام اخبار کو اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ یہ تو عدالت کا کام ہے کہ وہ اپنے فیصلہ کے خلاف بدزبانی کرنے والوں پر کتنی گرفت کرتی ہے اور کرتی بھی ہے یا نہیں؟ سیشن کورٹ اور ہائیکورٹ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو پھر کوئی عدالت تنقید سے بالاتر نہیں رہے گی۔ جہاں تک کیس کے مدعی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعلق ہے پوری دنیا جانتی ہے اور اپنے پرائے سب جانتے ہیں کہ مجلس مسلمانان پاکستان کا ایک غیر متنازعہ پلیٹ فارم ہے جو اپنے یوم تاسیس سے اب تک غداران ختم نبوت اور گستاخان رسول کے تعاقب میں مصروف ہے، مجلس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ مذہبی و سیاسی فرقہ واریت سے کنارہ کش ہو کر دشمنان رسول ﷺ کے تعاقب میں مصروف ہے۔ اخبار میں اسے بریلوی، دیوبندی مسئلہ بنانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ سوائے مدعی اور دو گواہوں کے تمام گواہ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک گواہ تو ایک بریلوی شیخ سے مجاز بیعت بھی ہیں۔ اور جہاں تک مولانا عبدالستار خان نیازی کا تعلق ہے، حضرت مولانا ہمارے نہایت ہی قابل احترام بزرگ اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی خدمات محتاج بیان نہیں۔ موصوف کی خدمت میں جب کذاب کے چیلے اس کی کچھ تحریرات لے کر گئے تو انہوں نے ان تحریرات کو دیکھ کر یہ کہا کہ موصوف ایک صوفی باصفا ہیں لیکن جب کبھی کذاب کی کیسٹیں سنائی اور دکھائی گئیں تو انہوں نے اپنے سابقہ بیان کو تصویر کا ایک رخ قرار دے کر اس سے رجوع فرمایا۔ مولانا کا سابقہ بیان شائع کر کے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جبکہ مولانا اس سے رجوع فرما چکے ہیں۔ تو ان کی جماعت کے دوستوں کی ذمہ داری ہے کہ مولانا سے تازہ بیان لے کر اس پروپیگنڈہ کا ازالہ کریں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کذاب کے چیلوں نے مولانا شجاع آبادی کے خلاف قذف کا استغاثہ کر رکھا ہے، یہ استغاثہ "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مترادف ہے۔ اس قسم کی شرارتیں کر کے مدعی کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ جب مولانا شجاع آبادی سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ میں اسے اوچھے ہتھکنڈوں سے مرعوب نہیں ہوں گا اور انشاء اللہ العزیز جب تک جسم میں جان موجود ہے قزاقان نبوت کا تعاقب جاری رکھوں گا۔ چاہے اس راستہ میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

اخبار میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کے متعلق بھی کچھ ایسی باتیں تحریر کی گئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اشرفی کذاب کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ جب مولانا موصوف سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کذاب کے چیلے جاتے آتے رہے ہیں اور انہیں شیشے میں اتارنے کی کوشش کی ہے لیکن مولانا نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ آئندہ وہ اس مقصد کے لئے میرے پاس نہ آئیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے علماً کرام سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے نہ صرف اس فیصلہ پر مسرت کا اظہار کیا۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کی اس

ختم نبوۃ

کیس کے سلسلہ میں خدمات کو سراہا اور انہیں اس عظیم کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور جماعت ختم نبوت نے عزم کر رکھا ہے کہ وہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیں گے، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یوسف کذاب نے اس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی ہے۔ انشاء اللہ العزیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آخری اسٹیج تک اس کا تعاقب جاری رکھے گی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی مجلس شوریٰ کا اجلاس

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کا اجلاس مرکز ختم نبوت میں منعقد ہوا، جس کی صدارت الحاج بلند اختر نظامی نے کی، جس میں آئندہ تین سالوں کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا:

سرپرست: مولانا میاں عبدالرحمٰن

امیر: الحاج بلند اختر نظامی

نائب امراً: قاری محمد زبیر، مولانا منور حسین صدیقی

ناظم اعلیٰ: مولانا سید ضیاء الحسن شاہ

ناظم: عتیق انور اسامہ، حاجی طارق سعید خان، مولانا محبوب احمد ہاشمی

ناظم تبلیغ: مولانا ظفر اللہ شفیق

خزانچی: مولانا محبوب الحسن

ناظم اطلاعات: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

لیگل ایڈوائزر: غلام مصطفی چوہدری

مجلس شوریٰ: حافظ رشید احمد، مولانا محب النبی، مولانا محمد اکرم کشمیری، مولانا سید رشید میاں، مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، چوہدری رشید احمد سندھو، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا لطیف الرحمٰن، قاضی محمد یونس انور، مولانا محمد غازی، وقار احمد، ماسٹر محمد آصف، مولانا محمد عارف، مولانا عبدالرشید کشمیری، قاری نذیر احمد، قاری احمد ممتاز، مولانا مطیع الرحمٰن شامل ہیں۔

چناب نگر کانفرنس میں قافلہ کی شرکت کے لئے مولانا منور حسین کی نگرانی میں کمیٹی تشکیل دی گئی، اجلاس میں یوسف کذاب کے چیلوں کی طرف سے عدالت، مدعی اور وکلا استغاثہ کے خلاف پروپیگنڈہ کی مذمت کرتے ہوئے عدلیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ نامعلوم انسب اخبار کا ڈکلریشن منسوخ کر کے توہین عدالت کی کارروائی کی جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ کذاب کے چیلوں کی طرف سے لاہور کے جامعات کے خلاف پروپیگنڈہ کی مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ ملک بھر کے جامعات قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ اجلاس میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، قاری خادم حسین، قاری محمد علی سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں یوسف کذاب کی ذریت کے مقابلہ کا فیصلہ کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس خیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی، جس کی دوسری نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا سید نفیس الحسینی نے کی۔ جبکہ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا سید عطاء المومن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷/ ستمبر کا فیصلہ دراصل علامہ اقبال کا مطالبہ تھا جو انہوں نے انگریز سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''قادیانی ملک و ملت دونوں کے غدار ہیں، لہذا انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔'' تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کا اس وقت یہ مطالبہ تھا اور اب بھی ہے کہ قادیانی مرتد ہیں، مرتد کی شرعی سزا سزائے موت ہے، لہذا ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ: آج ساڑھے تین ماہ گزر جانے کے باوجود مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتل گرفتار نہیں کئے گئے۔ حکومت تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کے صبر کا امتحان نہ لے اور مولانا شہیدؒ کے اصل قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

مشہور قانون دان محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ نے کہا کہ قانون گستاخ رسول ﷺ میں کسی قسم کی تبدیلی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف ہے۔ چیف ایگزیکٹو اپنے وزرا کو ایسے بیانات دینے سے روکیں تاکہ ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی این جی اوز کی آڑ میں ملکی قانون کو ہاتھ میں نہ لیں ورنہ ہم این جی اوز اور قادیانیوں سے نمٹنا جانتے ہیں۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

۷/ ستمبر کا دن تاریخی فیصلہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کا عظیم الشان تاریخی فیصلہ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس روز پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانان برصغیر پاک و ہند کی نوے سالہ جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نے مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تعلیمی اداروں کے نصاب میں ختم نبوت کے مسئلہ کو شامل کیا جائے۔ جمعیت علمأ اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا سید امیر حسین گیلانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کے آنے سے این جی اوز اور قادیانیوں کی مذموم سرگرمیاں عروج پر ہیں اور این جی اوز قادیانیت اور عیسائیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ اگر ان کی پراسرار سرگرمیوں پر قدغن عائد نہ کی گئی تو ملک میں خانہ جنگی ہو سکتی ہے۔ جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر لیاقت بلوچ نے کہا کہ ختم نبوت کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا تو اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، انہوں نے مجلس کو ہمہ قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکزی جنرل سیکریٹری سید ضیأ اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ہم ہر حال میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے، اور این جی اوز کی آڑ میں قادیانیت کا فروغ نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز ملکی سلامتی کے لئے خطرہ بنتی جارہی ہیں۔ سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ناصر محمود قادیانی کی این جی اوز کو حکومت پنجاب نے پانچ کروڑ روپے کی امداد دی ہے جو وہ مسلمانوں میں ارتداد پھیلانے کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ختم نبوت کی تحریک کو شروع کیا تھا۔ ہم انشاء اللہ العزیز اسے منزل مقصود تک پہنچا کر رہیں گے۔ جمعیت علمأ اسلام پنجاب کے صدر مولانا شبیر احمد شاہ نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہم قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں شریف کی قیادت میں تن من دھن کی قربانی پیش کریں گے۔ مولانا ظفر اللہ شفیق نے ڈاکٹر محمود احمد غازی کے بیان کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت ایک ایمانی اور شعوری مسئلہ ہے۔ مسلمانان پاکستان نے عقل و دانش اور شعور کے ساتھ ختم نبوت کی تحریک چلائی ہے۔ ڈاکٹر غازی اپنا بیان واپس لیں۔ ایک قرارداد میں کہا گیا ' اگر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتل گرفتار نہ کئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مذہبی جماعتوں کے اشتراک سے تحریک چلانے پر مجبور ہوگی۔ کانفرنس سے مولانا مفتی محمد جمیل خان، صاحبزادہ فیض القادری، مولانا غلام حسین تھ۔وی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی سمیت کئی ایک علمأ کرام اور عمائدین نے خطاب کیا۔

رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام چوتھی اسلامی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان

مکہ مکرمہ (نمائندہ خصوصی) امت اسلامیہ اور نیا عالمی نظام کے عنوان سے رابطہ عالم اسلامی چوتھی اسلامی کانفرنس آئندہ موسم حج میں منعقد کر رہا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ بن صالح العبید رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے جنرل سیکریٹری نے خادم حرمین شریفین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے چوتھی اسلامی کانفرنس کی سرپرستی قبول فرمائی ہے، جسے عنقریب رابطہ عالم اسلامی آئندہ موسم حج ۱۴۲۱ھ میں مکہ مکرمہ میں منعقد کرنے والا ہے۔

نیز جنرل سیکریٹری نے سعودی حکومت کی تعریف کی کہ اس نے صحیح عقیدہ کی نشر و اشاعت اور اسلامی دعوت کی ذمہ داری لی ہوئی ہے اور اسلامی دنیا اور بین الاقوامی طور پر اسلام کی صحیح تصویر پیش کر رہی ہے۔

نیز سیکریٹری جنرل نے ان کوششوں کی بھی تعریف کی جو سمو الامیر عبداللہ بن عبدالعزیز ولی عہد، رئیس مجلس وزرأ، رئیس الحرس الوطنی اور سمو الملکی امیر سلطان بن عبدالعزیز، وزیر دفاع اور مجلس اعلیٰ للشئون الاسلامیہ کے رئیس اعلیٰ سر انجام دے رہے ہیں۔

جنرل سیکریٹری نے فرمایا کہ رابطہ عالم اسلامی عنقریب ایک اسلامی کانفرنس منعقد کرنے والا ہے جس کا عنوان امت اسلامیہ اور ورلڈ آرڈر ہوگا۔ جس میں امت کو درپیش مختلف مسائل پر بحث ہوگی، جیسے اسلامی قوانین کا نفاذ، اسلامی دعوت، امت اسلامیہ کی صورت حال تعلیم و تربیت اسلامی، مسلمان عورت کے بارے میں بیرونی مداخلت اور اس کی زندگی میں تبدیلی کی کوششیں، مساجد کی تعمیرات اور اہتمام، مسلمان اقلیتوں کے ساتھ تعاون، نئے فقہی مسائل جن سے امت دوچار ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کانفرنس میں ایک بڑی تعداد علمأ مفکرین اور اسکالروں کی شریک ہو رہی ہے جو ایسے مقالات اور تجاویز پیش کریں گے جن سے امت اسلامیہ کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل ہو سکے، اسلامی شریعت کا نفاذ ہو، دعوت اسلامی کی اہمیت، اسلامی حکومتوں اور اسلامی جماعتوں کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل حل کرنے میں تعاون اور مضبوط روابط پیدا کرنا۔

جنرل سیکریٹری نے آخر میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ رابطہ اپنے ان مقاصد میں کامیاب ہوگا جب کہ امت اسلامیہ کو پے در پے مسائل کا سامنا

ختم نبوۃ

ہے، اور بے شمار چیلنج درپیش ہیں، اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خادم حرمین شریفین کی حفاظت فرمائے اور ان سے امت کو نفع پہنچائے اور سعودی حکومت کو اسلام اور مسلمانوں کی مزید خدمت کی توفیق دے۔

اس سے قبل رابطہ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ میں اسلامی کانفرنس ۱۳۸۴ھ میں دوسری کانفرنس اور ۱۴۰۸ھ میں تیسری کانفرنس منعقد کرچکا ہے اور ان کانفرنسوں میں طے پانے والی قراردادوں کی برابر پیروی کررہا ہے، جن میں اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی ہے۔

مرزائیت کو عبرتناک شکست کا سامنا

گمبٹ میں قادیانی سازش بے نقاب

انتظامیہ کا شکریہ (مولانا خان محمد کندھانی)

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) ہر دور میں مرزائیت نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جتنی طاقت کے ساتھ مرزائی اسلام کے خلاف مقابلہ میں آنے کی کوشش کی ہے اتنا ہی رسوائی سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس گئے گزرے دور میں بھی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تحفظ کرنا جانتے ہیں بھلا جس قافلہ کو حضرت لدھیانوی شہیدؒ جیسی شخصیت کے خون شہادت سے درس دیا گیا ہو، اس قافلہ کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام دشمنی میں کامیابی کیسے مل سکتی ہے؟ ہر مومن مسلمان خوب جانتا ہے کہ خدا کے لاڈلے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے مرمٹنا عین ایمان ہے، جس طرح مرزائی کفر اسلام کے خلاف بغاوت میں بضد ہیں، اسی طرح ہر مسلمان اپنے سینے میں ناموس رسالت ﷺ کی محبت نبھانے کے جذبات رکھتا ہے۔ مرزائیوں نے اسلام دشمنی یہود و نصاریٰ کی گود میں پرورش پاکر سیکھی ہے تو اسلام کے جیالوں نے ختم نبوت کے پروانوں نے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گود سے محبت رسول ﷺ کی لوریاں سن کر دین کے تحفظ کا ڈھنگ سیکھا ہے، اب تو قیامت کی صبح تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا سکہ چلے گا، کفر کے لئے ناکامی مقدر بن چکی ہے، ہمیشہ دشمنی نبھانے کی سازش کے لئے موقعہ تلاش کرتے رہتے ہیں، حال ہی کا واقعہ ہے جب فوجی حکومت آئی اور آئین معطل ہونے کا اعلان ہوا تو مرزائیوں نے بغلیں بجانا شروع کردیں اور کھلے عام اسلام کی توہین کرنا شروع کی۔ گمبٹ کے نزد قادیانیوں نے جرأت کرکے مسجد نما عبادت گاہ بنائی اور کلمہ طیبہ بھی واضح لکھوادیا اسی طرح شعائر اسلام کی توہین کرنا شروع کردی، جب گمبٹ کے غیور مسلمانوں کو علم ہوا تو غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور اسلام کے نام پر توہین کو روکنے کے لئے ہر ممکن اقدام کرنا شروع کردیے گئے۔ انتظامیہ کو اطلاع دی گئی اور مسلمانوں کو اس گھناؤنی سازش سے باخبر کیا گیا۔ اشتہار، بینرز وغیرہ لگائے گئے اور قادیانیوں کو اتنا گرفت میں لیا گیا کہ انہوں نے مجبور ہوکر انتظامیہ سے پناہ امن مانگی۔ انتظامیہ نے علماء کرام سے رابطہ کیا اور جنہوں نے اپنا موقف واضح پیش کردیا کہ اگر مرزائیوں نے یہاں رہنا ہے تو پھر اپنا بھیس ہرگز نہیں بدل سکتے اور سازش بند کرنی ہوگی، ورنہ ہم انہیں سبق سکھادیں گے۔ لہٰذا کچھ دنوں کی مہلت مانگی جو دی گئی، لیکن ان ہی دنوں میں عبادت گاہ کی ہیئت اور کلمہ طیبہ کی توہین ختم کردی گئی، اسی کے ساتھ دو اور پرانی عبادت گاہیں جو مرزائیوں کے پاس تھیں اور مسجد نما ہیئت پر تھیں ان کو بھی تبدیل کردیا گیا اور خود مرزائیوں نے اپنے ہاتھوں یہ کام کئے اور علاقہ میں بدنامی و رسوائی کی پھٹکاریں ہونے لگیں۔ انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اپنا فرض بھی نبھایا اور ایمانی غیرت کا بھی حق ادا کیا۔

مرتد کی شرعی سزا جلد از جلد نافذ کی جائے، مولانا فقیر محمد

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد نے چیف ایگزیکٹو پاکستان، وفاقی وزیر مذہبی امور، وفاقی وزیر قانون سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے بعض سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد کرکے قادیانی بنانے کی پیش نظر مرتد کی شرعی سزا اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودہ قانون کے مطابق جلد نافذ کی جائے اور مرتد کرنے والے قادیانی غیر مسلموں کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے پر زیر دفعہ ۲۹۸-سی تعزیرات پاکستان گرفتار کیا جائے، انہوں نے کہا کہ گزشتہ دنوں تھانہ بٹالہ کالونی کے علاقہ میں ربانی کالونی میں ایک مسلمان کو قادیانی بناکر مرتد کرلیا گیا ہے اور اس طرح ملت روڈ پر محلہ غوثیہ آباد میں بھی ایک مسلمان کو ورغلا کر قادیانی کرکے مرتد کردیا گیا ہے جبکہ اس کے پانچ بچوں اور بیوی نے قادیانی ہونے سے انکار کردیا ہے، جس کی وجہ سے علاقہ میں کشیدگی پائی جاتی ہے جبکہ ربانی کالونی میں قادیانی مربی نے محلہ میں لٹریچر بھی تقسیم کیا تھا اور ڈش کے ذریعہ ہر جمعہ کو قادیانی مرزا طاہر کی لندن سے تقریر سناتا تھا، اسی طرح ملک کے دوسرے شہروں سے قادیانیت کی تبلیغ کی اطلاعات موصول ہورہی ہیں، جبکہ فیصل آباد کے دیگر محلوں مدینہ ٹاؤن، گوکھوال، اسلامیہ پارک وغیرہ میں بھی قادیانی غیر قانونی طور پر مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور ضلعی انتظامیہ اور پولیس قادیانیوں کے خلاف کارروائی نہیں کرتی ہے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے زیر اہتمام

تین روزہ ختم نبوت کانفرنسیں

مانسہرہ (رپورٹ: منظور احمد شاہ آسی) ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے زیر اہتمام تین روزہ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے علاوہ شاہین ختم نبوت فاتح چناب نگر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا خدا بخش صاحب تشریف لائے۔ پہلی نشست ۸/ ستمبر نماز جمعہ سے قبل ہوئی جس میں مولانا خدا بخش صاحب نے مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں خطاب فرمایا۔ اس میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے بارے میں تفصیلات پیش کیں اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے مرکزی جامع مسجد دات میں قادیانیت کا شجرۂ نسب پیش کیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب اندرون اور بیرون ملک قادیانی سازشوں کی تفصیل بیان کی ۸/ ستمبر کو امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے بھی جمعہ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں ادا فرمایا اور رات بلیک بالا میں تشریف لے گئے، بلیک بالا میں رات کو امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی زیر صدارت علما کی تقاریر ہوئیں۔ ۹/ ستمبر ہفتہ کو صبح ساڑھے آٹھ بجے مانسہرہ پبلک اسکول کے وسیع و عریض ہال میں پروگرام کا افتتاح راقم الحروف نے کیا قادیانیت کا سیاسی پس منظر تفصیل کے ساتھ پیش کیا کہ مرزائیوں نے آج تک امت مسلمہ کے خلاف کیا کردار ادا کیا ہے؟ ۱۸۵۷ء سے لے کر آج تک کا جائزہ پیش کیا کہ جنگ آزادی کے بعد انگریز کو ضرورت پڑی اور اس نے اپنا نمک خوار تلاش کیا اور جہاد کی منسوخی کا اس سے اعلان کرایا مرزائیت کا خمیر ہی مسلم دشمنی اور انگریز کی اطاعت پر اٹھایا گیا، اس کا جائزہ حقائق کی روشنی میں راقم نے پیش کیا۔ بعد ازاں مولانا خدا بخش صاحب نے تقریر فرمائی اور ختم نبوت یوتھ فورس کے صدر عبدالرؤف روفی نے ہال میں موجود طلبا سے سوال کئے صحیح جواب دینے والے طلبا کو نقد اور کتابوں کی شکل میں انعام دیا گیا۔ اسی اثنا میں امیر مرکزیہ دامت برکاتہم بھی تشریف لے آئے اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے بھی ہال میں موجود تمام حضرات کے سوالاوں کے تفصیلی جوابات دیئے، آخر میں بارہ بجے امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے دعا فرمائی اور یوں پہلی نشست ختم ہوئی۔

۹/ ستمبر دوسری نشست رات نماز عشاً کے بعد بفہ میں ہوئی اجلاس سے خطاب مولانا خدا بخش صاحب نے فرمایا اور ان کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مولانا ہزارویؒ نے مجلس احرار کے اسٹیج سے برصغیر کے طول و عرض میں مرزائیت کا تعاقب کیا اور امیر شریعت کے رفیق کار رہے اور جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاسیس ہوئی تو بطور مبلغ کام کیا اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت روپوشی کے عالم میں کی۔ آخر میں اجلاس کا اختتام امیر مرکزیہ کی دعا پر ہوا اور رات کو قافلہ بفہ سے امیر مرکزیہ کی قیادت میں واپس پہنچا اور مولانا محمد یوسف صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

۱۰/ ستمبر کو صبح آٹھ بجے مانسہرہ سے مولانا اللہ وسایا صاحب نے راقم کے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا اور ۹ بجے واپس مانسہرہ تشریف لے گئے۔ مانسہرہ سے پروگرام کے مطابق قافلہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کی قیادت میں پھگلہ کے لئے روانہ ہوا جبکہ امیر مرکزیہ دامت برکاتہم ترنہ بالا کوٹ تشریف لے گئے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب پہلے منڈہار تشریف لے گئے جو عطر شیشہ کے قریب ہے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آج کل وہاں امام ہیں۔ استاذ العلماً حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا کریم عبداللہ صاحب فاضل دیوبند تھے، صوفی منش بزرگ تھے ان کی بیعت کا تعلق امیر مرکزیہ دامت برکاتہم سے تھا مولانا کریم عبداللہ صاحب پھگلہ کے مشہور قادیانی عبدالرحیم شاہ اور دو دوسرے قادیانیوں عبدالرحیم اور ایک قادیانی سے مباہلہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولانا کریم عبداللہ صاحب کی قیادت میں مفتی عبداللطیف صاحب اور مولانا عبدالجلیل صاحب شامل تھے۔ راقم الحروف نے مولانا کریم عبداللہ صاحب سے مباہلہ کی تمام روداد سن کر قلمبند کی تھی جو مجلس کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سے کچھ نایاب قادیانی لٹریچر دستیاب ہوا منڈہار سے بارہ بجے حرکت المجاہدین کے کیمپ معسکر شاہ اسمٰعیل کے لئے روانہ ہوئے۔ پھگلہ میں حرکت المجاہدین کی گاڑی ریسیو کرنے کے لئے پہنچ چکی تھی وہاں سے کیمپ میں پہنچے حرکت کے سیکریٹری مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب جو وہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے خیر مقدم کیا اور کافی دیر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب نے بتایا کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ خانقاہ سراجیہ مجاہدین کا ابتدائی مرکز ہے انہوں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ۷۷/۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ ہم خانقاہ سراجیہ آتے جاتے تھے اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی خاموش دعائیں ہی ہمارے شامل حال

ہوتی تھیں یہ اس دور کی بات ہے جب افغانستان میں جنگ شروع نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ہماری ہر طرح مدد فرماتے اس وقت کسی جماعت یا شخصیت نے ہماری مدد نہیں کی، سوائے خانقاہ سراجیہ کے ہماری حضرت خواجہ خواجگان دامت برکاتہم نے ہر طرح عملی مدد فرمائی جب افغانستان میں جہاد روس کے خلاف شروع ہوا تو حضرت پنڈی تشریف لائے ہوئے تھے میں نے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا میاں جاؤ اللہ کی مدد تمہارے شامل حال ہوگی، تم کردار کے غازی ہو، اور بہت سی باتیں مولانا نے سنائیں معسکر میں مجاہدین نے مولانا اللہ وسایا صاحب اور دیگر مہمانوں سے فائرنگ کرائی گئی۔ نماز ظہر کے بعد پھگلہ کے لئے روانہ ہوئے چونکہ وہاں جلسہ تھا۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم بھی بالاکوٹ سے تشریف لا چکے تھے، پھگلہ وہ مشہور گاؤں ہے جہاں مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مشہور مرزائی مناظر اللہ دتہ جالندھری سے مناظرہ ہوا تھا۔

امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد محمد عزیز صاحب نے اور محمد عمر معاویہ جیش محمد کے ایک ساتھی نے نعت پڑھی آخر میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے مرزائیوں سے سوشل بائیکاٹ کے بارے میں شرعی اور عرفی حیثیت کی تفصیلات بتائی اور عوام سے کہا قادیانیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، کیونکہ ہر قادیانی اپنی آمدنی کا مخصوص حصہ چناب نگر بھیجتا ہے اس طرح قادیانیت کی تبلیغ میں ہمیں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ ہونا چاہئے۔ آخر میں حضرت الامیر کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد فوراً تمام ساتھی داتہ کے لئے روانہ ہوئے نماز مغرب کے وقت داتہ پہنچ گئے۔ نماز عشاء کے بعد داتہ کی مرکزی جامع مسجد میں امیر مرکزیہ کے زیر صدارت سہ روزہ کانفرنسوں کی آخری نشست شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب کا بیان شروع ہوا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے کہا داتہ تاریخی اہمیت کا شہر ہے، اس کو کسی دور میں ربوہ ثانی کہا جاتا تھا اور مرزائیوں کی اجارہ داری تھی، ایک ہی مسجد میں مرزائی اور مسلمان اکٹھے نمازیں پڑھتے تھے لیکن ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کے فیصلہ کے بعد عوام کو ختم نبوت کے مسئلہ کا احساس ہوا۔ اب یہاں داتہ میں چند گھرانے مرزائیوں کے باقی ہیں میں انہیں بھی دعوت دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائیں ہم ان کی چاکری بھی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت بیان کی اور مسلمانوں پر زور دیا کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا کہ قادیانی سربراہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ قادیانی جماعت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور مرزائیت پھیل رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں قادیانی افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ مولانا نے بتایا کہ مردان میں ۱۴ مرزائیوں نے اسلام قبول کیا جبکہ ہندوستان میں ۵۵ گھرانوں نے مرزائیت سے توبہ کی، جبکہ جہلم میں ۱۲۱ افراد نارنگ منڈی میں ۳۰ رحیم یار خان میں مولانا میاں سراج احمد صاحب کے دست حق پرست پر ۸ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا ہے اور مرزائی قادیانیوں کے فریب سے نکل رہے ہیں۔ پاکستان کے طول و عرض سے مرزائی مرزا قادیانی پر لعنت بھیج رہے ہیں، تقریر کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے حاضرین کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے اور آخر میں امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعا پر آخری نشست کا بخیر و خوبی اختتام ہوا۔

بقیہ: کھلا خط

سے غلطی ہوگئی ہے کہ داخلہ فیس رسید پر لکھنی تھی میں نے کہا آپ نے تو کہا تھا کہ داخلہ صرف اور صرف سرٹیفکیٹ لانے کے بعد ہوگا تو پھر انہوں نے کہا کہ میں نے غلطی سے ایسا کہا تھا، تم مجھے رسیدیں واپس کر دو، میں نے رسیدیں واپس نہیں کیں، میرا خیال ہے کہ آدھ بھرے فارم وائٹ روز والوں نے پھاڑ دیئے ہیں اور روپے گئے ان کی جیب میں اسی لئے تو فارم دکھائے نہیں اور زبردستی رسید واپس مانگی گئی، حالانکہ جب داخلہ ہی نہیں ہوا تو ماہانہ فیس اور داخلہ کا کیا تک بنتا ہے۔

جناب اشتیاق احمد صاحب! میں بڑی امید پر آپ کو لکھ رہی ہوں آپ کچھ کریں آخر کب تک قادیانی مسلمانوں کو لوٹتے رہیں گے؟ آخر کب تک مسلمانوں کے اپنے علیحدہ اسکول جو اسلامی طریقے سے تعلیم دے سکیں بنیں گے، قادیانیوں کے اسکول میں لڑکے، لڑکیاں علیحدہ علیحدہ پڑھ رہے ہیں اور مسلمانوں کے اسکول میں اکٹھے آخر ایسا کیوں ہے؟ آپ وائٹ روز اسکول کی انتظامیہ کو ضرور خط لکھیں آخر یہ اسکول کب تک مسلمانوں کو لوٹتا رہے گا۔ بہت سے مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہوا ہے کہ جب انہیں اسکول کے قادیانی ہونے کا پتا چلتا ہے اس وقت تک ان کی محنت کی کمائی کے پیسے اسکول کی انتظامیہ ہڑپ کر چکی ہوتی ہے، مجھے امید ہے کہ آپ وائٹ روز اسکول کو بھی خط لکھیں گے، میں اپنا ایڈریس بھی لکھ رہی ہوں (یہ خط میں ناول میں شائع کرنے کے لئے نہیں لکھ رہی ہوں صرف آپ کو لکھ رہی ہوں) خدا آپ کو لمبی عمر اور صحت دے تاکہ کم از کم 300 ناولوں کا ٹارگیٹ تو مکمل کر لیں۔

آپ کی صحت و ترقی کے لئے دعاگو:

حفصہ نصیر احمد
سیکٹر: 1 مکان نمبر 11 گلی: 11
نیول کالونی، حب ریور روڈ، کراچی

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین زیر اہتمام

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سالانہ ردِّ قادیانیت و عیسائیت کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بتاریخ

۵ تا ۲۸ شعبان ۱۴۲۱ھ

بمطابق

2 نومبر تا 25 نومبر 2000ء

○ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لیے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ○ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ○ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا ○ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ دفتر مرکزیہ حضوری باغ روڈ ملتان

چناب نگر 04524/212611 ملتان 061/514122